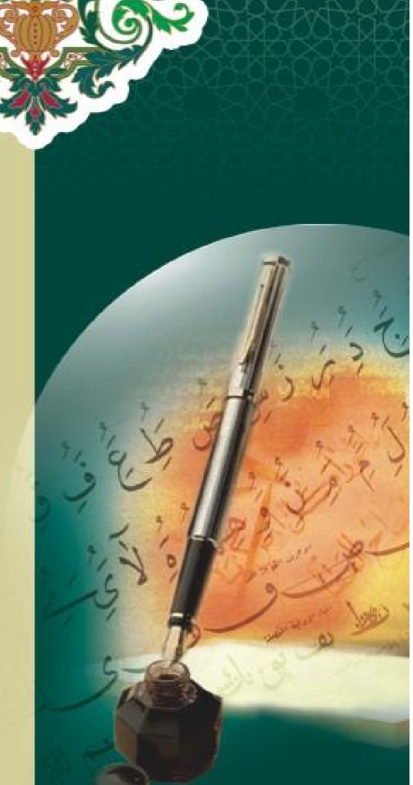
عربی زبان

غیر عرب کو آپ کیسے پڑھائیں

اساتذہِ عربی کے لیئے رہنما کتاب

تالیف
مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
رئیس
جامعۃ العلوم الاسلامیۃ
علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن



دار القلم کراچی

اشاعت پنجم

۱۴۲۹ھ - ۲۰۰۸ء

ملنے کے پتے

مکتبہ بینات جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

اسلامی کتب خانہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

مکتبہ بنوریہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

فہرست مضامین

الطریقة المباشرة (ڈائریکٹ میتھڈ) کے ذریعہ

افعال (جملہ فعلیہ) کی تعلیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ اشاعت اول

الحمدللہ ربّ العالمین، والصلاۃ والسلام علی سیّدنا محمد، سیّد الأنبیاء والمرسلین، وعلی آله وصحبه أجمعین،ومن تبعهم بإحسان إلی یوم الدین. أمابعد:

عربی زبان پڑھانے والے اساتذہ کرام کے لئے چھوٹے چھوٹے محاضرات کا یہ مجموعہ پیش کیا جارہا ہے، جس کا موضوع ہے:

"کَیْفَ تُعَلِّمُ اللُّغَةَ الْعَرَبِیَّةَ لِغَیْرِ النَّاطِقِیْنَ بِهَا؟"

یعنی آپ غیرعرب (عجم) کوعربی زبان کیسے پڑھائیں؟

۱۴۱۲ھ مطابق: ۱۹۹۲ء میں یہ محاضرات میں نے **جامعة العلوم الاسلامیة علامه بنوری ٹاؤن** کراچی کے فضلاء کو دیئے اور اس کے بعد سے مسلسل ہر سال دے رہا ہوں۔

جامعة العلوم الاسلامیة میں کافی عرصہ سے سالانہ تعطیلات میں ۱۵/شعبان المعظم سے ۲۰/رمضان المبارک تک مختلف کورس کرائے جاتے ہیں، جامعہ کی مجلس تعلیمی نے طے کیا کہ اس دوران اِن فضلاء کو دوسرے موضوعات کے ساتھ یہ موضوع بھی پڑھایا جائے کہ آپ غیرعرب کوعربی زبان کس طرح پڑھائیں اور ساتھ ساتھ انہیں اس کی مشق کرائی جائے، کیونکہ ان میں سے اکثر اب تدریس کے میدان میں قدم رکھیں گے اور دوسرے مضامین کے ساتھ ظاہر

ہے کہ عربی کے مضامین بھی پڑھانے پڑیں گے۔ فضلاء کو یہ موضوع پڑھانے کی ذمہ داری مجھ پر ڈالی گئی۔

چنانچہ اس موضوع پر عربی اور اردو دونوں زبانوں میں اپنے تجربہ کی روشنی میں چند محاضرات تیار کر کے فضلاء کے سامنے پیش کئے اور انہیں ان کی مشق بھی کرائی، الحمدللہ! یہ محاضرات بہت ہی مفید اور مؤثر ثابت ہوئے جن سے فضلاء بہت ہی مطمئن اور خوش ہوئے۔

یہ محاضرات جو بظاہر نہایت معمولی اور سادے ہیں، یہ میرے علمی تجارب کا نتیجہ ہیں جو میں نے عربی زبان کی تدریس کے دوران حاصل کئے، جنہیں پاکستانی اور غیر پاکستانی طلبہ کو پاکستان اور بیرون پاکستان پڑھاتا رہا اور تدریس کے دوران ڈائرکٹ میتھڈ اور دوسرے مفید طریقے جو عالمی زبانوں کے سکھانے میں استعمال ہوتے ہیں استعمال کرتا رہا۔

طالب علمی کے زمانہ سے ہی میں نے عربی زبان کی تدریس شروع کر دی تھی، میں دارالعلوم نانک واڑہ کراچی میں درجہ سادسہ (بی اے) کا طالب علم تھا اور یہ ۱۹۵۴ء کا سال تھا۔ کراچی پاکستان کا دارالحکومت تھا اور تمام سفارت خانے یہیں تھے، عرب ممالک کے سفراء زیادہ تر علماء اور اُدباء تھے جو علماء اور دینی مدارس کو پسند کرتے تھے اور پاکستانی علماء سے ان کے دوستانہ روابط تھے، یہ حضرات چاہتے تھے کہ پاکستان میں عوامی سطح پر عربی زبان کی نشر واشاعت ہو، کیونکہ ان کو معلوم تھا کہ پاکستان کے مسلم عوام عربی زبان سے بہت محبت رکھتے ہیں اور ان کے دِلوں میں اس کی قدر ومنزلت اور عظمت ہے، کیونکہ یہ قرآن کریم اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان ہے۔

ان عرب سفارت خانوں میں سب سے زیادہ متحرک اس وقت شامی سفارت خانہ تھا اور خصوصاً سفارت خانہ کے اس وقت کے کلچر اٹیچی استاذ محمد امین مصری تھے اور ان کے ساتھ کام کرنے والے چند شامی نوجوان تھے۔

چنانچہ استاذ محمد امین صاحب نے دارالعلوم کراچی کے تعاون سے کراچی کے مختلف

علاقوں میں ۲۵ کے قریب عربی زبان سکھانے کے مراکز کھولے، اب ان مراکز میں عربی پڑھانے کے لیے تجربہ کار اساتذہ کی ضرورت تھی، اس لیے استاذ مصری نے عربی کے اساتذہ کی تربیت کے لیے ایک مرکز ''**معہدتدریب المعلمین**'' کے نام سے کھولا اوراس میں عربی مدارس کے عربی پڑھانے والے اساتذہ کو لیا اوران کے ساتھ مجھے بھی باوجود طالب علم ہونے کے، عربی کے ساتھ غایتِ شغف کی بنا پر قبول کرلیا۔

اِدھر اِن عربی مراکز میں ہر طبقہ کے نوجوانوں نے ذوق وشوق سے داخلہ لیا، جن میں اسکول، کالج یونیورسٹی کے طلبہ کے علاوہ، تاجر اور ملازم سب قسم کے افراد شامل تھے۔

استاذ مصری کا طریقہ یہ تھا کہ ان کے سامنے پڑھانے کے لیے کوئی خاص کتاب مقرر نہیں تھی، بلکہ وہ خود اسباق تیار کرتے اور پھر وہ اِن اساتذہ کے سامنے اُن طلبہ کو پڑھاتے، جس کے لیے وہ ڈائرکٹ میتھڈ کا اسلوب اختیار کرتے تھے اور اساتذہ ان کو دیکھ کر وہی انداز سیکھتے تھے، یہاں تک کہ ان اسباق کا مجموعہ: ''**الطریقة الجدیدة فی تعلیم اللغة العربیة**'' کے نام سے ایک کتاب کی شکل میں شائع ہوگیا۔

لیکن اس کے بعد جلد ہی ان کو واپس شام جانا پڑا، کیونکہ ان کا وقت ختم ہوگیا تھا اور شامی حکومت نے اس میں مزید اضافہ نہ کیا۔ اس لیے مرحوم کو عملی طور پر اس کتاب پر نظر ثانی کا موقع نہ مل سکا، وگرنہ یہ کتاب اور بھی مفید ہوتی۔ اس کے بعد استاذ محمد امین مصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے سرکاری ملازمت ترک کردی اور علم کی طرف متوجہ ہوئے اور شریعت میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی اور مکہ مکرمہ کی '' اُم القری یونیورسٹی'' میں استاذ مقرر ہوگئے، پھر مدینہ یونیورسٹی میں پڑھاتے رہے اور آخری دم تک علم کی خدمت کرتے رہے۔ **فرحمه الله تعالیٰ رحمة واسعة. وجزاه عنا وعن العلم وأهله خیرالجزاء**۔

عربی زبان سیکھنے والے اساتذہ کرام اور میں جب ''**معہدتدریب المعلمین**'' سے فارغ ہوئے تو استاذ محمد امین مصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان سب کو کراچی کے مختلف علاقوں میں قائم

شدہ عربی مراکز پر تقسیم کردیا، اِن ہی مراکز میں سے ایک مرکز بنوری ٹاؤن (سابق نیوٹاؤن) میں قائم کیا جس کا افتتاح خود انہوں نے کیا اور اس افتتاحی تقریب میں عرب سفراء، اور عربی شخصیات کے علاوہ، شہر کے معززین اور اہل محلّہ نے بھرپور شرکت کی۔ عرب سفراء میں اس وقت سعودی عرب کے سفیر صاحب المعالی الشیخ عبدالحمید الخطیب رحمہ اللہ تعالیٰ بھی شامل تھے اور استاذ ڈاکٹر محمد امین رحمہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا: اس مرکز میں عربی زبان آپ پڑھائیں۔ اس مرکز میں پچاس سے زائد اہل محلّہ کے نوجوان، بوڑھے اور بچے حاضر ہوتے تھے اور شوق سے عربی زبان سیکھتے تھے۔

یہ ہے میری عربی زبان کی تدریس کی ابتداء جب کہ میں خود ایک طالب علم تھا اور دارالعلوم کراچی میں درجہ سادسہ (مساوی بی اے) میں پڑھ رہا تھا اور تدریس کا یہ سلسلہ برابر جاری رہا۔ اسی عرصہ میں حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے بنوری ٹاؤن میں ''جامعۃ العلوم الإسلامیۃ'' کی بنیاد رکھی تو میں نے یہاں داخلہ لے لیا اور دورہ حدیث اور تخصص سے فارغ ہوتے ہی حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ نے مجھے جامعہ میں استاذ مقرر کردیا اور فنون کی ابتدائی کتابوں کے ساتھ عربی کا مضمون بھی مجھے پڑھانے کے لیے دیا گیا۔

عربی زبان کی تدریس کے اس طویل عرصہ کے دوران میں نے دو چیزوں پر خاص توجہ دی:

۱: عربی زبان پڑھانے کے آسان و مفید طریقے اور اسالیب جو غیر عرب کو عربی سکھانے میں مفید ہوں۔

۲: دوسرا میں نے ''**الطریقة الجدیدة**'' کے طرز پر عربی کے اسباق ترتیب دینا شروع کئے اور ان میں ترتیب اور تدریج کے ساتھ ایسے چند امور کا اضافہ کیا جن کی پاکستانی اور غیر عرب طلبہ کو ضرورت پڑتی ہے۔ اس طرح ان اسباق کا مجموعہ ''**الطریقة العصریة فی تعلیم اللغة العربیة**'' دو جزء کی صورت میں تیار ہوگیا اور اسے جامعۃ العلوم الإسلامیۃ کے درجہ اولیٰ (ثانویہ عامہ سالِ اوّل) کے نصاب میں شامل کرلیا گیا اور ''وفاق المدارس العربیہ''

پاکستان کی نصاب کمیٹی نے اس کتاب کی افادیت کو دیکھتے ہوئے وفاق کے مدارس میں درجہ اولیٰ کے نصاب میں شامل کرلیا۔ نیز یہ کتاب سری لنکا، ساؤتھ افریقہ، زیمبیا اور انگلینڈ کے بعض دینی مدارس میں بھی پڑھائی جارہی ہے۔ فللّٰہ الحمد۔

نیز پاکستان اور پاکستان سے باہر بھی غیرعرب طلبہ کو عربی زبان پڑھانے کا مجھے کافی موقع ملا اور تجربہ سے معلوم ہوا کہ عربی یا کوئی بھی زبان غیراہل زبان کو پڑھانے کے لیے صرف ''ڈائرکٹ میتھڈ'' کا طریقہ کافی نہیں، خصوصاً جب کہ آپ کے سامنے بڑی عمر کے سمجھ دار طلبہ ہوں اور استاذ اور شاگرد میں کوئی زبان بھی مشترک ہو، ایسی صورت میں مشترک زبان سے بقدر ضرورت کام لینے میں وقت کی بچت اور طلبہ کے لیے سہولت ہوتی ہے۔

آئندہ صفحات پر چھوٹے چھوٹے اور مختصر محاضرات ہیں، جو اِس عملی تجربہ کا نتیجہ ہیں، جو برسوں سے مجھے غیرعرب طلبہ کو عربی پڑھاتے ہوئے حاصل ہوئے، اِن محاضرات کو ''جامعۃ العلوم الإسلامیۃ'' علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کے فضلاء اور ان اساتذہ کرام کے لئے پیش کررہا ہوں جو مستقبل عربی زبان کی تدریس کا مقدس فریضہ سرانجام دیں گے۔

جامعہ کے یہ فضلاء ان شاء اللہ! عنقریب مختلف علمی اور دینی اداروں میں تدریس کے منصب پر فائز ہوں گے۔ خصوصاً ابتدائی اور ثانوی درجات میں عربی کی تدریس ان کے سپرد کی جائے گی، اس لیے یہ مختصر محاضرات۔ إن شاء اللہ۔ ان کی راہنمائی کریں گے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اوران سب حضرات کو اچھے انداز میں عربی پڑھانے کی توفیق دے۔

ابتدائی سالوں میں یہ محاضرات جو عربی میں تھے فوٹو اسٹیٹ کراکر جامعہ کے فضلاء پر تقسیم کئے جاتے تھے، اس سال چونکہ جامعہ کے فضلاء کی تعداد بھی زیادہ ہوچکی ہے۔ اور بیرون پاکستان بعض علمی اداروں کی جانب سے مسلسل یہ تقاضا بھی آرہا ہے کہ میں اُن کے ہاں جاکر ان کے اساتذہ کو عربی پڑھانے کی عملی تربیت دوں، اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ ان محاضرات

کوطبع کرادوں۔

چنانچہ یہ محاضرات عربی میں "**كيف تعلم اللغة العربية لغير الناطقين بها**" کے عنوان سے طبع ہوکر عربی پڑھانے والے اساتذہ کرام کے ہاتھوں پہنچ رہے ہیں۔

اِس سال بعض فضلاء نے یہ تقاضا کیا کہ اگر یہ محاضرات اردو زبان میں بھی آجائیں تو وہ فضلاء جن کی عربیت کمزور ہے، وہ بھی اِن سے اچھی طرح فائدہ اٹھاسکیں گے۔ چنانچہ اِن فضلاء کے اس تقاضا کو مدنظر رکھتے ہوئے اِن محاضرات کو اردو میں بھی پیش کیا جارہا ہے۔

اہل علم اور عربی پڑھانے والے اساتذہ کرام سے جو اس فن میں تجربہ رکھتے ہیں، التماس ہے کہ اپنی مفید آراء سے مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ طباعت کے وقت اُن مفید آراء کا اضافہ کرکے اس کتاب کو مفید سے مفید تر بنایا جاسکے۔

وصلى الله على سيدنا وعلى آله وصحبه وسلم۔

عبدالرزاق اسکندر

۲۰ رشعبان ۱۴۱۵ھ

۲۲ رجنوری ۱۹۹۵ء

کامیاب استاذ کی صفات

اصل موضوع سے پہلے چند مفید نصائح مدرس اور تدریس کے بارے میں پیش کیے جاتے ہیں۔

تعلیم و تدریس ایک مقدس و معزز اور قابل احترام منصب ہے، جس کے لیے کچھ شرائط اور آداب ہیں، جن کا جاننا اور ان کی عملی مشق کرنا ایسا ہی ضروری ہے، جیسے کسی فن کو سیکھنے کے لیے اس کی عملی مشق ضروری ہوتی ہے۔

فنِ تدریس کے لیے ذوق، فطری صلاحیت اور اس منصب کے تقاضوں کی ادائیگی کے لیے توجہ، محنت اور مشقت کی ضرورت ہے، تاکہ اسے سیکھنے والا ایک معلم کامل بن کر نکلے اور اس میں ایک کامیاب استاذ کی صفات اور خصائص موجود ہوں۔ جس سے اس کے تجربہ میں مزید اضافہ ہوتا رہے نیز جب وہ تدریس کے میدان میں قدم رکھے تو طلبہ اس سے مستفید ہوں۔ اور وہ خود بھی علمی اور روحانی لذت محسوس کر سکے۔

تعلیم و تدریس ایک مقدس منصب ہے اور سید الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اعلیٰ صفات میں سے ایک صفت اور فرائض نبوت میں سے ایک فریضہ ہے۔ ارشاد باری ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْبَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلاً مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْ عَلَيْهِمْ آيَاتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِىْ ضَلَالٍ مُّبِيْنٍo

(آل عمران۔:۱۶۴)

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

’’إِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَبْعَثْنِىْ مُعَنِّتًا وَلَا مُتَعَنِّتاً،وَلٰكِن بَعَثَنِى مُعَلِّمًا مُيَسِّراً.‘‘

(صحیح مسلم، کتاب الطلاق، باب بیان أن تخییر المرأۃ لا یکون طلاقاً)

لہٰذا جو عالم دین، قرآن کریم یا کسی شرعی علم کی تدریس کا کام سرانجام دے رہا ہے، وہ اِس

صفت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت کررہا ہے، لہٰذا اسے یہ جاننا چاہیے کہ وہ ایک سعادت مند انسان ہے اور اسے یہ سعادت مندی مبارک ہو۔

ان شرعی علوم میں ایک علم عربی زبان بھی ہے جو قرآن کریم کی زبان، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اور شریعتِ اسلامیہ کی زبان ہے۔

چونکہ تعلیم وتربیت کے ذریعہ استاذ کے اثرات شاگردوں پر پڑتے ہیں، اس لیے اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو امت کے لیے معلم اور مربی بنا کر بھیجا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم وتربیت خود اللہ تعالیٰ نے فرمائی، جیسا کہ قرآن کریم ارشاد ہے:

''وَعَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمْ'' (النساء:۱۱۳)

اور خوب تربیت فرمائی، جیسا کہ ارشاد ہے:

''وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْم.'' (القلم:۴)

اس لیے آپ ﷺ ایک اعلیٰ اور کامل معلم تھے، ایسا باکمال معلم کہ نہ آپ سے پہلے کسی نے دیکھا اور نہ آپ کے بعد کسی نے دیکھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اعلیٰ صفات میں کمالِ علم، عظیم حکمت، اعلیٰ اخلاق، شاگردوں کے ساتھ شفقت اور رحمت، ان کی تعلیم وتربیت کے لیے نہایت عمدہ اور مفید اسالیب کا استعمال اور ان کی خبر گیری جیسے صفات اپنے کمال کی انتہاء کو پہنچے ہوئے تھے۔

اس لیے جو معلم اور استاذ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب بننا چاہے اور فنِ تدریس میں کمال تک پہنچنے کا خواہش مند ہو تو اُسے چاہیے کہ پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات وکمالات جو اِس میدان سے متعلق ہیں معلوم کرے اور پھر اِن صفات میں آپ کے نقشِ قدم پر چلے۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے:

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ (الاحزاب:۲۱)

اب میں اختصار کے ساتھ چند ایسی صفات کا ذکر کروں گا جو ایک کامیاب استاذ اور مدرس کے لیے ضروری ہیں اور ضمناً ان کی مثالوں کی طرف اشارہ کرتا جاؤں گا، کیونکہ میرے سامنے اِس

وقت دورۂ حدیث سے فارغ ہونے والے فضلاء ہیں اور یہ مثالیں اُن کے ذہنوں میں ابھی تروتازہ ہیں، کیونکہ وہ حال ہی میں احادیث پڑھ کر فارغ ہوئے ہیں۔ وہ صفات مندرجہ ذیل ہیں:

۱-عِلم میں کمال

کامیاب استاذ کی ایک صفت یہ ہے کہ وہ امکانی حد تک علم میں کمال رکھتا ہو، خصوصاً اُس مضمون اور فن میں جس کے پڑھانے کی ذمہ داری اس پر ڈالی گئی ہے، کیونکہ استاذ کو جس مضمون میں جتنی مہارت اور دست رَس ہوگی اتنا ہی زیادہ وہ طلبہ کو فائدہ پہنچا سکے گا۔

لہٰذا متعلقہ مضمون میں کمال حاصل کرنے کے لیے استاذ کو چاہیے کہ وہ

۱: اس مضمون کی بنیادی کتابیں ہمیشہ اپنے زیرِمطالعہ رکھے۔

۲: جو کتاب اُسے پڑھانی ہے اسے بار بار دیکھے۔

۳: دوران مطالعہ اگر کسی عبارت یا کسی مسئلہ کے سمجھنے میں دِقت پیش آئے تو اپنے استاذ سے مراجعت کرے۔

۴: اگر اپنا استاذ نہ ہو تو اُس مضمون کے کسی ماہر استاذ سے رجوع کرے، اس سے پوچھے، اس کے ساتھ مذاکرہ کرے اور اس میں شرم محسوس نہ کرے کیونکہ علم حاصل کرنے میں شرم نہیں۔

۲-فصاحت و بلاغت

۱: ایک کامیاب استاذ کے لیے فصیح و بلیغ ہونا ضروری ہے، لہٰذا جس زبان میں وہ طلبہ کو پڑھا رہا ہے، اس زبان میں اسے دَست رَس حاصل ہونی چاہیے، تاکہ وہ اپنے مافی الضمیر اور کتاب کے مضمون کو فصیح و بلیغ انداز میں طلبہ کے سامنے پیش کر سکے، جس سے ایک معمولی صلاحیت رکھنے والا طالب علم بھی اسے سمجھ سکے۔

۲: دوران تدریس وہ زبان استعمال کرے جو سامنے بیٹھنے والے طلبہ کی ذہنی سطح کے مطابق ہو، نہ اُن کی سطح سے اتنی اونچی ہو کہ ان کی سمجھ سے بالاتر ہو اور نہ اتنی نیچی کہ استاذ عوامی سطح پر اتر آئے۔

۳: گفتگو میں ایک ربط اور ترتیب ہو، ٹھہر ٹھہر کر بولے، جلدی نہ کرے، تاکہ سننے والا اُستاذ

کے ہر ہر جملہ کو سنے اور سمجھ جائے۔

۴:.اگر مضمون ایسا ہو جس میں جملوں کو دُھرانے اور بار بار کہنے کی ضرورت ہے، تو انہیں بار بار دھرائے، خصوصاً جب عربی زبان کا مضمون ہو۔

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بحیثیت معلم کامل آپ کی صفات بیان کرتے ہوئے آپ ﷺ کے اندازِ گفتگو کے بارے میں فرماتی ہیں:

''کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یسرد الکلام کسردکم، ولکن إذاتکلم تکلم بکلامٍ فصل، یحفظه من سمعه۔''

(الفقیه والمتفقه للخطیب: ۲/ ۱۲۴)

ترجمہ:...''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری طرح جلدی جلدی گفتگو نہیں فرماتے تھے لیکن آپ جب گفتگو فرماتے تو ٹھہر ٹھہر کر گفتگو فرماتے جو بھی اسے سنتا وہ اسے یاد کر لیتا۔''

حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی گفتگو کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

''أنه کان إذاتکلّم بکلمة أعادهاثلاثا،حتی تفهم عنه۔''(بخاری:۱/۱۲۹)

یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب گفتگو فرماتے تو (بوقت ضرورت) اسے تین بار دُھراتے، تاکہ سُننے والے اسے اچھی طرح سمجھ جائیں۔

۳-اسالیب اور اندازِ تعلیم

کامیاب استاذ کی صفات میں سے ایک صفت یہ بھی ہے کہ وہ تدریس کے مختلف اسالیب اور انداز سے واقف ہو، اور یہ جانتا ہو کہ کس فن کو کس طرح پڑھایا جاتا ہے اور خصوصاً اس فن کو جسے وہ پڑھا رہا ہے اور یہ بھی جانتا ہو کہ مضمون بدلنے یا طلبہ کی ذہنی سطح اور استعداد کے مختلف ہونے سے اسلوب کس طرح بدلا جاتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہمارے لیے بہترین نمونہ ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعلیم وتربیت میں مختلف اسالیب اور انداز استعمال فرماتے تھے، جہاں

آپ ﷺ سامعین کی رعایت فرماتے، وہاں ان کی حالت کے مطابق اسلوب بھی تبدیل فرماتے۔ یہ مستقل موضوع ہے جس پر ایک مستقل رسالہ لکھا جاسکتا ہے۔ لیکن یہاں اختصار کے ساتھ چند اسالیب کا ذکر کیا جاتا ہے:

الف: نصوص اور عبارات کا یاد کرانا

بعض مضامین ایسے ہوتے ہیں جن کی نصوص اور عبارات کا یاد کرنا اور ان کے الفاظ کی حفاظت کرنا ضروری ہوتا ہے، جیسے قرآن کریم کی آیات اور ماثور دعائیں۔ اس سلسلہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کا انداز یہ تھا کہ آپ منبر پر بیٹھ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے قرآن کریم یا ماثور دعاؤں کا ایک ایک جملہ پڑھ کر سناتے اور صحابہ کرام اسے سن کر دُہراتے اور اُسے یاد کرتے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

''کان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یعلّم الناس التشهد علی المنبر کمایعلّم المکتب الصبیان۔'' (الفقیه والمتفقه للخطیب:۱۲۴/۲)

ترجمہ: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر بیٹھ کر لوگوں کو تشہد اس طرح سکھاتے تھے جیسے استاذ مکتب والے بچوں کو سبق یاد کراتے ہیں۔''

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

''کان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یُعلِّمنا الاستخارة فی الأمر کما کان یعلمنا السورة من القرآن''

(جامع مسانید الإمام الأعظم للخوارزمی: ۳۸۵/۱)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں دعاءِ استخارہ اس طرح سکھاتے تھے جس طرح آپ ہمیں قرآن کی سورت سکھاتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

''أن النبی صلی اللہ علیه وسلم کان یعلّمهم الدعاء کما یعلّمهم السورة من القرآن، یقول: قولوا: اللهم إنی اعوذبک من عذاب جهنم، واعوذبک من عذاب القبر، واعوذبک من فتنة المسیح الدجّال، واعوذبک من فتنة

المحيا والممات۔“ (مسندالإمام أحمدبن حنبل: ۲۷/۴)

یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کو دعاء اس طرح سکھاتے تھے جس طرح ان کو قرآن کریم کی سورت سکھاتے تھے۔آپ ﷺ صحابہ کرام کوفرماتے: کہو، اے اللہ! میں جہنم کے عذاب سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں، میں قبر کے عذاب سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں، مسیح دجّال کے فتنہ سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں، زندگی اورموت کے فتنہ سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں۔

تعلیمی میدان میں جن مضامین کی عبارات اورنصوص کا یادکرنا ضروری ہوتا ہے، اس کے لیے یہی اسلوب زیادہ مناسب اورمفید ہے، جیسے آج بھی اسکولوں میں پہاڑے اورگنتی یادکرائی جاتی ہے۔

ب:تعلیم بذریعہ سوال وجواب

تعلیم کا ایک اسلوب یہ بھی ہے کہ استاذ ایک طالب علم کوسب طلبہ کے سامنے کھڑا کرے اور اس سے سوال کرے اور وہ طالب علم سب طلبہ کے سامنے اس کا جواب دے، یا استاذ دوطالب علموں کوکھڑا کرے جن میں سے ایک دوسرے سےسوال کرے اوردوسرا اسے جواب دے۔

اس اندازِتعلیم میں طلبہ کوتعلیم پرتوجہ زیادہ رہتی ہے اوراس سے ان کے دلوں میں تعلیم کا شوق اورولولہ پیدا ہوتا ہے جس کے نتیجہ میں طلبہ اپنی آنکھ،کان اورفکر کے ساتھ متکلم کی طرف ہمہ تن متوجہ ہوجاتے ہیں، جس سے وہ علمی مضمون دل میں اچھی طرح بیٹھ جاتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دین کے کسی اہم مسئلہ کی تعلیم کے وقت عموماً یہ انداز اختیار فرماتے تھے، جیسے عقائد اورمغیبات وغیرہ کی تعلیم کے وقت۔جس کی مثال حضرت جبریل علیہ السلام کی وہ مشہور حدیث ہے جس میں ایمان، اسلام، احسان اورعلاماتِ قیامت کا ذکر کیا گیا ہے۔

روایت میں ہے کہ ایک نوجوان ایک طالب علم کی صورت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہوا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیٹھے تھے، وہ نوجوان باادب حضور ﷺ کے متصل سامنے بیٹھ گیا، اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دین کے بارے میں چندسوالات کئے، آپ ﷺ نے ان

کے جوابات دیئے، صحابہ کرام یہ سارا منظر دیکھ اور سن رہے تھے اور اس سے مستفید ہو رہے تھے۔ اس کے سوالات یہ تھے:

سوال: آپ مجھے بتائیں کہ اسلام کیا ہے؟

جواب: آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اسلام یہ ہے کہ تم اس بات کی گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور تو نماز قائم کرے، اور زکوۃ ادا کرے اور رمضان کے روزے رکھے اور بیت اللہ کا حج کرے، اگر تو وہاں جانے کی استطاعت رکھتا ہے۔

سوال: آپ مجھے ایمان کے بارے میں بتائیں کہ ایمان کیا ہے؟

جواب: آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایمان یہ ہے کہ تم ایمان لاؤ اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر، قیامت کے دن پر، اور تم ایمان لاؤ اچھی اور بُری تقدیر پر۔

سوال: آپ مجھے احسان کے بارے میں بتائیں کہ احسان کیا ہے؟

جواب: آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: احسان یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت اس طرح بجالاؤ کہ گویا تم اسے دیکھ رہے ہو، اگر تم اسے دیکھ نہیں سکتے تو یہ خیال کرلو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔

سوال: قیامت کب آئے گی؟

جواب: حضور ﷺ نے فرمایا: جس سے تم پوچھ رہے ہو، وہ سائل سے زیادہ اس بارے میں نہیں جانتا۔

سوال: آپ مجھے قیامت کی علامات بتائیں؟

جواب: آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت کی علامات میں سے یہ ہے کہ باندی اپنے مالک کو جنے گی، اور تم ایسے لوگوں کو دیکھو گے جو ننگے پاؤں والے، ننگے بدن والے، غریب اور بکریاں چرانے والے ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر لمبی لمبی عمارتیں بنانے لگیں گے۔

یہ آنے والا طالب علم آپ سے سوال و جواب کے بعد مجلس سے اُٹھ کر چلا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: جانتے ہو، یہ کون ہے؟ انہوں نے عرض کیا: اللہ

اوراس کے رسول زیادہ جانتے ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ جبریل (علیہ السلام) ہیں، وہ اِس لیے آئے تھے تاکہ تمہیں تمہارا دین سکھائیں۔(حدیث کی اصل عبارت کوصحیحین میں دیکھا جائے)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان میں غور کریں:(**إِنَّهُ جِبْرِيلُ أَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِيْنَكُمْ**) کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے صحابہ کو دین سکھانے کے لیے''سوال وجواب'' کا انداز اختیار کیا! جس سے معلوم ہوا کہ سیکھنے سکھانے کا یہ اسلوب اور انداز بہت ہی قابل عمل اور مفید ہے۔

ج:تعلیم بذریعہ عمل

اسلام کی زیادہ تر تعلیمات عمل سے تعلق رکھتی ہیں، اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان تعلیمات کو عملاً صحابہ کرام کے سامنے پیش فرماتے تھے اور صحابہ کرام آپ کو عمل کرتے ہوئے دیکھ کر آپ کی اتباع کرتے تھے، چنانچہ جب نماز فرض ہوئی اور''اَقِیْمُوا الصَّلَاةَ'' کا حکم نازل ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عملاً صحابہ کرام کے سامنے نماز ادا کی اور فرمایا:''صَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُونِيْ أُصَلِّيْ.''، تم اسی طرح نماز ادا کرو، جس طرح تم مجھے نماز ادا کرتے ہوئے دیکھتے ہو۔

اسی طرح جب حج کی فرضیت اس آیت مبارکہ :''وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلاً.'' (آل عمران:۹۷) کے ذریعہ نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹنی پر بیٹھ کر مناسک حج ادا کئے تاکہ ہر شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر ویسا ہی عمل کرے جیسے آپ عمل فرمارہے ہیں، اور آپ نے اعلان فرمایا:''خُذُوْا عَنِّي مَنَاسِكَكُمْ.''، یعنی مسائل حج کے طریقے مجھ سے سیکھ لو۔

احادیث میں اس طرح کی بہت سی مثالیں ہیں، اور عملی احکام کو سکھانے کے لیے یہی کامیاب طریقہ ہے اور جدید علمی اداروں میں عملی مضامین میں یہی اسلوب اختیار کیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فقہاء کرام اور علماء اصول کے ہاں تواتر عملی ایک اہم شرعی دلیل شمار کی جاتی ہے۔

د: تعلیم بواسطہ قول وعمل

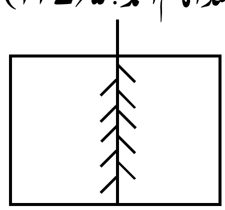
اس کی صورت یہ ہے کہ متعلقہ مضمون کی عبارت اور نصوص کے معانی اور مطالب کو پہلے اس طرح بیان کر دیا جائے کہ سب طلبہ اس کو اچھی طرح سمجھ جائیں، اگر اُس کا تعلق عمل سے بھی ہو تو پھر استاذ ان کے سامنے اسے عملاً پیش کرے۔ اس اندازِ تعلیم سے طلبہ کے لیے علم اور عمل دونوں کا سیکھنا بہت ہی آسان ہو جاتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ: ''ہم جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دس آیات سیکھ لیتے تو اس وقت تک بعد والی دس آیات نہ سیکھتے جب تک ان دس آیات پر عمل کرنا نہ سیکھ لیتے۔'' (المستدرک للحاکم: ۱/۷۵۵)

۴۔ تعلیم میں نقشہ اور تختہ سیاہ کا استعمال

بعض مضامین ایسے ہوتے ہیں جن کو سمجھانے کے لیے تختہ سیاہ اور نقشہ کی ضرورت پڑتی ہے، جس کے ذریعہ بعض حقائق کا طلبہ کو سکھانا آسان ہو جاتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض معنوی حقائق کو سمجھانے کے لیے یہ انداز بھی اختیار فرمایا ہے۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مربع خط کھینچا۔ پھر اس مربع خط کے درمیان میں ایک خط کھینچا پھر اس درمیانے خط کے دونوں جانب چھوٹے چھوٹے خط کھینچے اور ایک خط مربع خط کے باہر کھینچا۔ پھر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے فرمایا: جانتے ہو یہ کیا ہے؟ سب نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ درمیانہ خط انسان کی مثال ہے، اور اس کے دائیں بائیں چھوٹے چھوٹے خطوط وہ عوارض ہیں جو اُسے زندگی میں پیش آتے ہیں، اگر ایک سے چُھوٹ گیا تو دوسرا پکڑ لیتا ہے اور جو مربع خط ہے یہ اس کی اجل ہے اور اس کے ساتھ جو خط باہر جا رہا ہے، وہ اس کی اُمیدیں اور آرزوئیں ہیں۔ (مسند امام احمد: ۵/۲۳۷)



۵-تعلیم بذریعہ ضرب المثل

کسی معنوی اور غیر محسوس حقیقت کو سمجھانے کے لیے اچھا طریقہ یہ ہے کہ استاذ طلبہ کے سامنے اس کی ایک حسّی مثال پیش کرے اور پھر اس معنوی حقیقت کو اس پر قیاس کر کے طلبہ کے اذھان کے قریب کر دے۔ کتبِ حدیث میں اس کی بے شمار مثالیں موجود ہیں۔ یہاں اُن میں سے ایک مثال ذکر کی جاتی ہے، جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اچھے اور بُرے ہم نشین اور ساتھی کے اثرات کو بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''اچھے ہم نشین اور بُرے ہم نشین کی مثال ایسی ہے جیسے مُشک بیچنے والا اور بھٹیارہ۔ پس مُشک بیچنے والا یا تو تمہیں مُشک پیش کرے گا یا تم خود اس سے مُشک خرید لو گے، یا (کم از کم) اس کے پاس سے خوشبو آتی رہے گی۔ اور بھٹیارہ یا تو تمہارے کپڑے جلا دے گا۔ یا (کم از کم) اس سے بدبو تمہیں پہنچے گی۔'' (متفق علیہ)

٦۔سوال کے ذریعہ اذھان کو مشغول کرنا

تعلیم کا ایک انداز یہ بھی ہے کہ استاذ پڑھاتے وقت طلبہ کے سامنے ایک یا ایک سے زائد سوال پیش کر کے سب کے اذھان کو مشغول کر دے، تاکہ وہ جواب سوچیں، پھر ان سے جواب سنے۔ اگر جواب صحیح ہے تو ان کی تصویب کرے۔ وگرنہ صحیح جواب کی طرف ان کی راہنمائی کرے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کی تعلیم میں یہ اسلوب بھی اختیار فرماتے تھے، خصوصاً جب کسی کا امتحان لینا مقصود ہو۔ نیز اس انداز سے طلبہ میں سوچنے اور حقائق میں غور وفکر کرنے کی عادت پڑتی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب یمن کا گورنر اور قاضی بنا کر بھیجنا چاہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے سوال کیا کہ لوگوں کے مقدمات کا فیصلہ کیسے کرو گے؟ اس پر حضرت معاذؓ نے تفصیلی جواب دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا جواب سُن کر ان کی تصویب فرمائی اور اس پر اللہ کا شکر ادا کیا۔

تعلیم و تدریس کے ان اسالیب کے علاوہ اور بھی مختلف انداز ہیں جن کا تعلق تعلیم کے اعلیٰ

مراحل سے ہے، اس لیے اُن کو یہاں ذکرنہیں کیا گیا، لہٰذا عربی کے اساتذہ کرام کو چاہیے کہ مذکورہ بالا اسالیب میں سے جو اسلوب بھی مناسب سمجھیں اسے موقع و محل اور مخاطب کے اعتبار سے استعمال میں لائیں۔

۷- درس کی تیاری

عربی پڑھانے والے اساتذہ کرام اگر چاہتے ہیں کہ وہ کامیاب مدرس بنیں اور طلبہ ان سے خوب فائدہ اٹھائیں، تو انہیں چاہیے کہ ہر سبق پڑھانے سے پہلے اسے خوب دیکھیں اور اچھی طرح اس کا مطالعہ کریں، اگر کسی عبارت یا لفظ میں طباعت کی غلطی دیکھیں تو اسے درست کر دیں اور پڑھاتے وقت طلبہ سے بھی وہ غلطی درست کرالیں۔ نیز سبق پڑھانے سے پہلے سبق کا مکمل نقشہ ذہن میں بنالیں کہ آپ اسے کس طرح طلبہ کو پڑھائیں گے۔

تنبیہ

یاد رہے کہ کتابوں میں کبھی کاتب کی غلطی سے (جو عموماً غیر علماء ہوتے ہیں) یا حروف جوڑتے وقت یا ٹائپ کرتے وقت بعض آیات کریمہ، اسی طرح احادیث شریفہ یا کسی عبارت میں طباعت کی غلطیاں رہ جاتی ہیں، لہٰذا ایسی اغلاط کو بجائے اس کے کہ مصنف کی طرف منسوب کر کے اسے تحریف کا مرتکب قرار دیا جائے، جو کہ ایک مؤمن کی دیانت کے خلاف ہے، بلکہ اسے درست کر لینا چاہیے۔خصوصاً جب کہ وہ عالم ثقہ، با اعتماد اور اہلِ علم میں مسلمہ شخصیت بھی ہو۔

ترغیب

طلبہ کے دلوں میں ترغیب کے ذریعہ علم اور اُس مضمون کا شوق پیدا کرنا ایک کامیاب استاذ کی صفات میں سے ہے، تاکہ طلبہ کے ذہنوں میں اس علم اور مضمون کی اہمیت پیدا ہو، اور وہ اس علم کو شوق و رغبت سے حاصل کریں۔اس کے لیے استاذ کو کتبِ حدیث میں ''کتاب العلم'' کا مطالعہ کر کے اس میں سے چند مطلوبہ احادیث کا انتخاب کرنا چاہیے۔

طلبہ کے ساتھ شفقت ورحمت

استاذ کو طلبہ پر نہایت شفیق اوران کے ساتھ نرمی اوررحم کا سلوک کرنا چاہیے، استاذ طلبہ کو اپنی اولاد کی طرح عزیز سمجھے، ان کی تعلیم پر خصوصی توجہ دے۔ان کی تربیت، علم، اخلاق، اوراچھی عادات اپنانے میں ان پر اس طرح محنت کرے، جس طرح اپنی اولاد کے لئے کرتا ہے۔

طلبہ کی نگرانی

استاذ کے فرائضِ منصبی میں یہ بھی داخل ہے کہ درسگاہ اور درسگاہ سے باہر حتی الامکان طلبہ پر نگاہ رکھے اور دیکھے کہ وہ علم میں آگے بڑھ رہے ہیں یانہیں؟ خصوصاًاس مضمون میں جس کو وہ استاذ انہیں پڑھا رہا ہے اور دیکھے کہ کیا وہ درسگاہ میں سبق کے دوران توجہ سے بیٹھتے ہیں؟ کیا وہ محنت کرتے ہیں؟ تکراراورمطالعہ کرتے ہیں؟ اسباق میں پابندی سے حاضرہوتے ہیں یانہیں؟ وغیرہ

نیز جہاں تک ممکن ہوان کی اخلاقی حالت کا بھی خیال رکھے، وقتاً فوقتاً ان کے حالات معلوم کرتا رہے کہ وہ درسگاہ سے باہر کیسے رہتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کی خبرگیری فرماتے تھے، اگر کسی کو نہ دیکھ پاتے تو پوچھتے کہ فلاں کیوں نہیں آئے؟ اگر معلوم ہوا کہ وہ بیمار ہیں تو آپ ان کی بیمار پُرسی کے لیے تشریف لے جاتے۔

۸-عربی زبان کی قدرومنزلت

ایک طالب علم میں بنیادی طور پر علم کا شوق اوراس کے حصول کا جذبہ ہونا چاہیے، تاکہ وہ علم کو اپنا مقصد بنا کر اسے حاصل کرنے کے لیے پوری پوری محنت کرے۔

طالبِ علم میں علم کا شوق اوراس کی محبت کبھی فطری ہوتی ہے، افراد کے اعتبار سے اس میں قلت وکثرت کا اعتبار اگرچہ رہتا ہے اوربعض میں یہ شوق بہت ہی کم ہوتا ہے۔ دونوں صورتوں میں اسے پیدا کرنے اوراس پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ اس میں استاذ کے عمل اور کردار کو بڑا دخل ہے۔ایک عقل منداورتجربہ کار استاذ ہی طلبہ میں یہ شوق وذوق پیدا کرسکتا ہے اوراسے مزید آگے بڑھا سکتا ہے۔

اس کا اچھا اور آسان طریقہ یہ ہے کہ استاذ تعلیم شروع کرنے سے پہلے اور تعلیم کے دوران وقتاً فوقتاً طلبہ کے سامنے علم اور علماء کے فضائل، ان کی قدر ومنزلت، خصوصاً عربی زبان کی فضیلت اور اس کی قدر ومنزلت بیان کرتا رہے اور طلبہ کو بتائے کہ عربی زبان کی قدر ومنزلت دینی، اجتماعی اور سیاسی ہر اعتبار سے بہت اونچی ہے۔

عربی زبان قرآن کریم اور وحی کی زبان ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان ہے جو سب سے زیادہ فصیح وبلیغ اور جَوامِعُ الکَلِم کے مالک تھے، لہٰذا شرعی احکام کو اس کے صاف ستھرے مصادر سے براہِ راست حاصل کرنے اور اسلامی ثقافت کو اسلام کی علمی تُراث سے حاصل کرنے کے لیے عربی زبان پر دسترس ضروری ہے، خصوصاً اسلام کے دور سے پہلے کی عربی زبان جس میں یہ قرآن نازل ہوا، اس سے قرآن کے سمجھنے میں مدد ملتی ہے، کیونکہ یہی لوگ اس کے پہلے مخاطب تھے، اس لیے ایک مسلمان طالب علم کے سامنے عربی سیکھنے کا یہی اعلیٰ مقصد ہونا چاہیے۔

جہاں تک عربی زبان کی اجتماعی اور سیاسی اعتبار سے اہمیت ہے، تو یہ عرب، اسلامی ممالک اور امتِ اسلامیہ کے مختلف افراد کے درمیان ایمان کے بعد مضبوط ترین رابطہ ہے۔ چنانچہ جب عربی جاننے والے دو مسلمان ایک مشرق دوسرا مغرب کا رہنے والا آپس میں ملتے ہیں، تو ان کے لیے آپس میں افہام وتفہیم بہت آسان ہوجاتی ہے۔ ہر ایک دوسرے کے سامنے اپنے دل کے جذبات اور محبت کا اظہار کرسکتا ہے، ایک دوسرے کے حالات اور مسائل سے براہ راست مطلع ہوسکتا ہے، جب کہ بسا اوقات عالمی اجنبی خبر رساں ایجنسیاں مسلمانوں کے حالات کو مسخ کرکے پیش کرتی ہیں جو ان کے لیے مزید پریشانی کا سبب بنتی ہیں۔

صرف زبان سیکھنے والے طلبہ

اگر عربی سیکھنے والوں میں ایسے طلبہ بھی ہوں جو علم کے بجائے زبان کو بحیثیت زبان سیکھنا چاہتے ہیں تو ان کو بھی شوق دلایا جائے کہ اگر وہ کسی عرب ملک میں ملازمت یا سیاحت کے لیے جائیں گے تو وہ عربی زبان جاننے کی بنا پر اپنے مقصد میں زیادہ کامیاب رہیں گے۔

اب یہ ایک اچھے تجربہ کار استاذ کا کام ہے کہ عربی کی تعلیم کے دوران ایسے طلبہ کی روحانی اورفکری تربیت کرے اوران کودین اوردینی اعمال کی طرف دعوت دے۔

امام اورخطیب کا اہل محلّہ کوعربی سکھانا

اگرعربی کا استاذ کسی مسجد میں امام اورخطیب ہے تو اسے چاہیے کہ اپنے مقتدیوں کوعربی زبان سیکھنے کی ترغیب دے، ان کے لیے مسجد یا مسجد سے متصل کسی ہال میں ان کے پڑھانے کا انتظام کرے، روزانہ یا ہفتہ میں تین دن ان کو پڑھائے اوران کی ذہنی اوردینی تربیت کرے۔

نیز مقتدیوں کوعربی پڑھانے کا ایک فائدہ یہ بھی ہوگا کہ وہ عربی سیکھنے کے بعد جمعہ کا خطبہ اورنماز میں پڑھی جانے والی سورتیں اورمختلف اورادکسی درجہ میں سمجھنے لگیں گے۔

اس طرح امام اورمقتدیوں میں بحیثیت استاذ وشاگرد مزید ایک قلبی اورروحانی تعلق بڑھ جائے گا اورایسے مسائل بھی رونما نہیں ہوں گے جوعموماً امام اورمقتدیوں کے درمیان بُعد کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔

غیرمسلموں کوعربی سکھانا

اگرعربی کا استاذ کسی غیرمسلم ملک میں ہے، اوروہاں مسلمان اقلیت میں ہیں اورغیرمسلم عربی پڑھنے کا شوق رکھتے ہیں تو اسے چاہیے کہ ان کے لیے بھی عربی پڑھانے کا انتظام کرے اور دورانِ تعلیم ان کے سامنے نہایت حکمت کے ساتھ اسلام کے محاسن اوراس کی عمدہ اور آسان تعلیمات کا تذکرہ کرتا رہے، شاید یہی بات ان کے لیے ہدایت کا سبب بن جائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ فرمان پیشِ نظر رکھے، جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کوفرمایا تھا کہ: اگر اللہ تعالیٰ تمہاری وجہ سے کسی ایک شخص کوبھی ہدایت نصیب کردے تو یہ تمہارے لیے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔

واللہ ولی التوفیق۔

اب ہم اصل موضوع کی طرف آتے ہیں۔

عربی زبان اوراس کے سکھانے کا طریقہ

زبانوں کا اختلاف بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ ارشاد باری ہے:

''ومن آیاتہ خلق السمٰوٰت والارض واختلاف السنتکم والوانکم ان فی ذلک لآیات للعالمین۔''(سورۃ الروم آیت:۲۲)

ترجمہ:''اوراس کی نشانیوں سے ہے،آسمان اورزمین کا بنانا اورطرح طرح کی بولیاں تمہاری اوررنگ اس میں بہت نشانیاں ہیں سمجھنے والوں کے لیے۔''

یہ زبانیں بنی نوع انسان کے درمیان تعارف اورعلوم ومعارف کے حصول کا ذریعہ ہیں، ان زبانوں میں افضل ترین زبان،عربی زبان ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی آخری کتاب قرآن کریم کے لیے اختیار فرمایا اوروہ خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اوراہل جنت کی زبان ہے نیز اسلامی شریعت کے مصادر کی زبان ہے۔

لہٰذا جو شخص دین اسلام کا عالم بننا چاہے یا تفقہ فی الدین اور رسوخ فی العلم حاصل کرنا چاہے تو اس کے لیے لازم ہے کہ عربی زبان سیکھے اوراس میں کمال حاصل کرلے،خصوصاً عصر جاہلی کی عربی، کیونکہ قرآن کریم ان ہی کی زبان میں نازل ہوا ہے اوراس کے سیکھنے سے قرآنِ کریم کے سمجھنے میں آسانی ہوگی۔

عربی زبان سکھانے کے طریقے

عربی زبان سکھانے کے دوطریقے ہیں:

۱۔ الطریقة المباشرة (Direct Method)

۲۔ طریقة الترجمة (Translated Method)

۱ –الطريقة المباشرة(Direct Method)

عربی زبان سکھانے کے لیے

(ڈائرکٹ میتھڈ) بلاواسطہ طریقہ تعلیم کا استعمال

عربی زبان یا کسی زبان کو سکھانے کا یہ ایک فطری طریقہ ہے اور ہر ماں اور اہل زبان اپنی اولاد کو مادری زبان سکھانے کے لیے یہی طریقہ استعمال کرتے ہیں، چنانچہ ہر چھوٹا بچہ اپنی مادری زبان اپنے ماں باپ، بہن بھائیوں اور گھر کے دوسرے افراد سے سیکھتا ہے، اور اس بچے اور گھر کے افراد میں کوئی تیسرا فرد ترجمان نہیں ہوتا۔ بچہ اِن افراد کی حرکات وسکنات کا مشاہدہ کرتا ہے، ان کی آپس کی گفتگو سنتا ہے، اپنے دائیں بائیں جو کچھ ہورہا ہے، اسے دیکھتا اور محسوس کرتا ہے اور پھر اس کی نقل کرنے کی کوشش کرتا ہے، اِدھر یہ لوگ اسے مادری زبان سکھانے کی پوری پوری کوشش کرتے ہیں، باربار الفاظ کو دھراتے ہیں اور اُس کے تلفظ کو صحیح کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اُن کی پوری کوشش ہوتی ہے کہ بچہ زبان کو صحیح بولنا شروع کردے۔

اس کا مشاہدہ ہر شخص اپنے گھر، خاندان اور اپنے ماحول میں کرتا رہتا ہے کہ بچہ اپنی مادری زبان، اپنے ماں باپ اور خاندان والوں سے براہ راست اور بغیر کسی ترجمان کے سیکھتا ہے اور یہی فطری طریقہ ہے اور یہی فطری طریقہ عربی زبان یا کسی اور زبان کو سکھانے میں بھی استعمال کیا جاسکتا ہے خصوصاً جبکہ استاذ اور شاگرد میں کوئی مشترک زبان نہ ہو، دنیا میں زبانوں کو سکھانے والے مختلف ادارے اس فطری طریقہ سے بھی کام لیتے ہیں۔

مستقبل میں آپ میں سے جن حضرات کو عربی زبان پڑھانے کا موقع ملے گا، ان کے سامنے دو قسم کے طلبہ ہوں گے:

ایک قسم تو ان طلبہ کی ہوگی جو آپ سے بالکل اجنبی ہوں گے، آپ میں اور ان میں کوئی

مشترک زبان نہیں ہوگی، اس وقت آپ کو کلی طور پر الطریقة المباشرة (ڈائرکٹ میتھڈ) بلا واسطہ طریقہ تعلیم سے کام لینا ہوگا اور اس میں بڑی محنت کی ضرورت ہوگی۔

دوسری قسم آپ کے سامنے ان طلبہ کی ہوگی جو آپ سے اجنبی نہیں ہوں گے، بلکہ آپ کے اور ان کے درمیان کوئی مشترک زبان ہوگی، مثلاً: اردو یا کوئی مقامی زبان، اس صورت میں آپ ان طلبہ کو عربی زبان زیادہ آسان طریقہ سے سکھا سکتے ہیں اور وہ طریقہ ترجمہ ہے، جس کا بیان بعد میں آرہا ہے۔

اب ہم پہلی قسم کی طرف آتے ہیں، یعنی آپ کے سامنے وہ طلبہ ہیں جن میں اور آپ کے درمیان کوئی مشترک زبان نہیں۔

اب یہ بھی دو قسم کے ہوں گے، ایک وہ قسم ہوگی جو عربی زبان کے الفاظ سے بالکل ناواقف ہوں گے، جیسے وہ غیر مسلم ہیں یا مسلمان تو ہیں لیکن انہوں نے ایسے ماحول میں پرورش پائی ہے جہاں اسلامی ماحول نہ تھا تو ایسے طلبہ کو آپ پہلے عربی زبان کے حروفِ تہجی (ا ب ت ث ......) سکھائیں، پھر ان حروف سے مرکب مفرد الفاظ سکھائیں تا کہ وہ اچھی طرح عربی الفاظ کو پہچاننے اور لکھنے لگ جائیں، اب آپ ان کو عربی پڑھانا شروع کردیں۔

اور اگر وہ طلبہ پہلے سے عربی زبان کے الفاظ سے مانوس ہیں۔ مثلاً: انہوں نے ناظرہ قرآن پڑھا ہے یا قرآن کے حافظ ہیں، لیکن اس کے معانی نہیں جانتے تو آپ ان کو ابتداء سے ہی عربی پڑھانا شروع کردیں اور اس کے لیے الطریقة المباشرة (ڈائریکٹ میتھڈ) کا طریقہ استعمال کریں۔ جس کے لیے مندرجہ ذیل ترتیب زیادہ آسان اور مفید ہے:

عربی سکھانے کے لیے مفردات سے ابتداء کی جائے:

۱۔ سب سے بہتر اور آسان طریقہ عربی یا اجنبی زبان سکھانے کا یہ ہے کہ: آپ اس زبان کے مفردات سے اس کی تعلیم شروع کریں اور مفردات بھی وہ جن کا مشاہدہ ہو سکے اور جن چیزوں کو آپ درسگاہ میں اپنے ساتھ لاسکیں اور طلبہ کے سامنے میز یا تپائی پر رکھ سکیں، جیسے: کِتَاب. قَلَم. وَرَق.

۲۔ استاذ کو چاہیے کہ ایک ایک چیز کو ہاتھ میں لے کر با آواز بلند صحیح تلفظ کے ساتھ اس چیز کا نام عربی زبان میں بولے اور طلبہ کو اشارہ کرے کہ وہ بھی ساتھ ساتھ بولتے جائیں۔

كِتاب. كِتاب. كِتاب.

پھر قلم ہاتھ میں لے کر بلند آواز سے بولے:

قَلَم. قَلَم. قَلَم.

اور طلبہ سے کہے کہ وہ بھی با آواز بلند ساتھ ساتھ کہتے جائیں، پھر کاغذ ہاتھ میں لے کر کہے:

ورَق. ورَق. ورَق.

اور طلبہ سے بھی کہے کہ ساتھ ساتھ بولتے جائیں، اور حتی الامکان کوشش یہ ہو کہ قواعد تجوید کے مطابق تلفظ کیا جائے اور طلبہ کو ایسی مشق کرائی جائے کہ یہ الفاظ ان کی زبان پر آجائیں۔

۳- اب آپ ان تینوں کو ہاتھ میں لے کر کہیں:

كِتاب. قَلَم. ورَق.

اور طلبہ بھی ساتھ ساتھ کہتے جائیں اور بار بار کہیں، اب یہ تینوں چیزیں ایک طالب علم کے ہاتھ میں دیں اور وہ بلند آواز سے کہے

كِتاب. قَلَم. ورَق.

اور طلبہ بھی اجتماعی طور پر ساتھ ساتھ بولتے جائیں، اس طرح باری باری ہر طالب علم یہ تینوں چیزیں لے کر با آواز بلند ان کا نام لے اور سب طلبہ ساتھ ساتھ کہتے جائیں۔ اس طرح یہ تینوں الفاظ ان کی زبان پر جاری ہو جائیں گے۔

۴۔ اب آپ دوبارہ کتاب ہاتھ میں لیں اور دوسرے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے بلند آواز سے کہیں:

هٰذا كتاب. هٰذا كتا ب. هٰذا كتاب

اور طلبہ بھی آپ کے ساتھ کہیں، پھر قلم ہاتھ میں لے کر دوسرے ہاتھ سے اشارہ کرتے

ہوئے کہیں:

هٰذا قلَم. هٰذا قلَم. هٰذاقلم.

اورآپ کے ساتھ طلبہ بھی یہ جملہ دہرائیں، پھرایک ہاتھ میں کاغذ لے کر دوسرے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے کہیں:

هٰذاورَق. هٰذا ورَق. هٰذاورَق.

اب آپ ایک طالب علم کواشارہ کریں کہ وہ ان تینوں چیزوں کولے کریوں کہے:

هٰذا كتاب. هٰذا قلَم. هٰذاورق.

اورسب طلبہ با آواز بلند ساتھ ساتھ دہراتے جائیں۔ اب آپ مفردات میں اضافہ کرنے کے لیے درسگاہ میں موجود بعض چیزوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہیں:

هٰذا باب. هٰذا شُبّاك. هٰذاجدار. هذا عمود. هذا سقف.

۵۔ اب کتاب کوایک ہاتھ میں لے کردوسرے ہاتھ سے سوال کا اشارہ کرتے ہوئے بلندآواز سے سب طلبہ سے پوچھیں۔

ما هٰذا. ماهٰذا؟

اورخود ہی اس کا جواب دیتے ہوئے کہیں:

هٰذا كتاب. هٰذا كتاب.

پھرسب طلبہ کوسوال کرتے ہوئے ان سے کہیں:

ماهذا؟ ماهذا؟

اورسب طلبہ اکٹھے جواب دیں:

هذا كتاب.

اب ایک ایک طالب سے درسگاہ میں موجود چیزوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سوال کریں:

ماهٰذا؟. ماهٰذا؟

وہ جواب دیں گے:

هذا كتاب. هذا قلم. هذا باب. هذا شبّاك.

هذا كرسي. هذا جدار.

اس طرح عربی مفردات کے بارے میں ان کی معلومات کا دائرہ وسیع ہوتا جائے گا۔

یاد رہے کہ بولنے میں سب سے زیادہ آسان جملے وہ ہیں جو اسم اشارہ "هـــــذا" اور مشار الیہ سے مرکب ہوں، اس لیے عربی زبان کی تعلیم کی ابتداء بلکہ ہر نئی زبان کی ابتداء ان جملوں سے کرنی چاہیے۔

اب اسم اشارہ "هـــذا" کے استعمال میں اور وسعت پیدا کریں اور چیزوں کے بجائے انسانوں میں استعمال کریں، مثلاً مختلف اشخاص کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہیں:

هذا استاذ.	**هذا تلميذ.**	**هذا رجل.**
هذا ولد.	**هذا خالد.**	**هذا محمود.**

اور طلبہ سے کہیں کہ وہ ساتھ ساتھ بآواز بلند یہ جملے کہتے جائیں۔

اب دوبارہ ان اشخاص کی طرف اشارہ کرتے ہوئے طلبہ سے سوال کریں اور وہ اس کا جواب دیں:

مَنْ هذا؟	**هذا أستاذ**
مَنْ هذا؟	**هذا تِلميذ**
مَنْ هذا؟	**هذا رجل**
مَنْ هذا؟	**هذا ولد**
مَنْ هذا؟	**هذا خالد**
مَنْ هذا؟	**هذا محمود**

اب ان طلبہ میں سے دو کو کھڑا کریں، ایک سوال کرے اور دوسرا جواب دے اور باقی طلبہ

غور سے سنیں۔

اب ایک قدم اور آگے بڑھیں اور ان مفرد اشیاء میں سے ایک کو نزدیک رکھیں اور دوسری کو دور رکھ کر ''ذاک'' کا استعمال کریں۔ مثلاً:

هذا كتاب	ذاك كتاب
هذا قلم	ذاك قلم
هذا ورق	ذاك ورق

اب دُور کی اشیاء کی طرف اشارہ کرتے ہوئے طلبہ سے سوال کریں اور وہ سب جواب دیں:

ماذاك؟	ذاك كتاب
ماذاك؟	ذاك قلم
ماذاك؟	ذاك ورق
ماذاك؟	ذاك باب

....

من ذاك؟	ذاك تلميذ
من ذاك؟	ذاك ولد
من ذاك؟	ذاك خالد
من ذاك؟	ذاك محمود

اسم اشارہ ''هذه'' کا استعمال

اب آپ درس گاہ میں موجود مؤنث اشیاء جو نزدیک ہیں ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بلند آواز سے کہیں:

هذه كراسة. هذه ساعة. هذه مروحة. هذه زهرة.

پھر ان مؤنث اشیاء کی طرف جو دور ہوں اشارہ کرتے ہوئے کہیں اور طلبہ بھی آپ کے

ساتھ دھرائیں:

تلک ساعة　　　تلک مروحة

تلک شجرة　　　تلک زهرة

پھر سب طلبہ سے سوال کریں اور وہ جواب دیں:

ماهذه؟　　　هذه ساعة

ماتلک؟　　　تلک ساعة

ماتلک؟　　　تلک شجرة

ماتلک؟　　　تلک زهرة

....

من هذه؟　　　هذه تلميذة

من تلک؟　　　تلک تلميذة

من تلک؟　　　تلک فاطمة

من تلک؟　　　تلک خادمه

اسم اشارہ تثنیہ کا استعمال

''اب آپ اپنے ہاتھ میں دو کتابیں دو قلم لے کر با آواز بلند کہیں:

هذان كتابان　　　هذان قلمان

اور پھر ان کو دور رکھ کر کہیں:

ذانک کتابان.　　　ذانک قلمان

اور طلبہ بھی ساتھ کہتے جائیں۔

اب ان سے سوال کریں:

ماهذان؟　　　هذان كتابان

ماهذان؟	هذان قلمان
ماذانک؟	ذانک کتابان
ماذانک؟	ذانک قلمان

اسی طرح مؤنث اشیاء کی دو دو چیزیں نزدیک اور دور رکھ کر سوال کریں:

ماهاتان؟	هاتان ساعتان
ماهاتان؟	هاتان کراستان
ماتانک؟	تانک ساعتان
ماتانک؟	تانک کراستان

اسی طرح دو دو انسانوں کی طرف اشارہ کر کے سوال کریں:

من هذان؟	هذان ولدان
من هذان؟	هذان تلمیذان
من ذانک؟	ذانک ولدان
من ذانک؟	ذانک تلمیذان

معلّمہ اپنی طالبات سے سوال کرے:

من هاتان؟	هاتان تلمیذتان
من هاتان؟	هاتان بنتان
من تانک؟	تانک تلمیذتان
من تانک؟	تانک بنتان

اسم اشارہ جمع کا استعمال:

چونکہ عربی میں جمع کا اطلاق تین اور تین سے زائد پر ہوتا ہے اس لیے اپنے سامنے تین کتابیں اور تین قلم رکھ کر طلبہ سے کہیں:

هذه كتب	تلك كتب
هذه اقلام	تلك اقلام
ماهذه؟	هذه كتب
ماهذه؟	هذه أقلام
ماتلك؟	تلك كتب
ماتلك؟	تلك اقلام
ماهذه؟	هذه ساعات
ماهذه؟	هذه كراسات
ماتلك؟	تلك كراسات
ماتلك؟	تلك ساعات
من هؤلاء؟	هؤلاء أولاد
من أولئك؟	اولئك تلاميذ
من هؤلاء؟	هؤلاء بنات
من أولئك؟	أولئك تلميذات

آپ نے دیکھ لیا کہ آپ کے اس انداز سے طلبہ کو بیسیوں جملے سمجھ کے ساتھ پڑھنے، لکھنے اور بولنے آ گئے ہیں۔

اسم اشارہ کے بعد اب ضمائر کا استعمال شروع کریں، کیونکہ ضمیر کے ساتھ بھی جملہ مختصر ہوتا ہے اور یہ کثیر الاستعمال بھی ہیں۔ ایک طالب علم کو کھڑا کر کے اس سے مخاطب ہو کر کہیں:

أناأستاذ أنت تلميذ هو تلميذ

ان جملوں کو بار بار کہنے کے بعد اب سوال کریں:

من أنا؟	أنت أستاذ
من أنت؟	أنا تلميذ

من هو؟	هوتلميذ	

معلّمہ طالبہ سے کہے:

أنا معلمة	أنتِ تلميذة	هی تلميذه

پھر سوال کرے:

من أنا؟	أنتِ معلمه
من أنتِ؟	أنا تِلميذة
من هی؟	هی تِلميذة

تثنیہ کی ضمائر کا استعمال

اپنے ساتھ ایک بڑے طالب علم کو کھڑا کر کے کہیں:

نحن رجلان	أنتما ولدان	هما ولدان

پھر سوال کرے:

من نحن؟	أنتما رجلان
من أنتما؟	نحن ولدان
من هما؟	هما ولدان

اسی طرح معلّمہ اپنے ساتھ ایک بڑی لڑکی کو کھڑا کر کے کہے:

نحن امرأتان	أنتما بنتان	همابنتان

من نحن؟	أنتما امرأتان
من أنتما؟	نحن بنتان
من هما؟	هما بنتان

جمع کی ضمائر کا استعمال:

اب آپ اپنے ساتھ دو بڑے طلبہ کو کھڑا کر کے کہیں:

نحن رجال **أنتم أولاد** **هم أولاد**

من نحن؟ **أنتم رجال**

من أنتم؟ **نحن أولاد**

من هم؟ **هم أولاد**

معلّمہ اپنے ساتھ دو بڑی لڑکیوں کو کھڑا کر کے کہے:

نحن نساء **أنتن بنات** **هن بنات**

من نحن؟ **أنتن نساء**

من أنتنَّ؟ **نحن بنات**

من هن؟ **هن بنات**

ضمائر اور اسماء اشارہ سے مرکب بے شمار جملے آپ کے طلبہ جان چکے ہیں۔ اب ان میں تھوڑا تھوڑا اضافہ کرتے جائیں اور جملہ کے متعلقات استعمال کریں۔ مثلاً:

قلم جیب میں ڈال کر کہیں: **القلم فی الجیب.**

کتاب میز پر رکھ کر کہیں: **الکتاب علی المکتب.**

اس سلسلہ میں راہنمائی کے لئے "**الطریقة العصریه فی تعلیم اللغة العربیة** " کو دیکھیں۔ وہاں آپ کو یہ ترتیب ملے گی۔

الطريقة المباشرة (ڈائرکٹ میتھڈ)
کے ذریعہ افعال (جملہ فعلیہ) کی تعلیم

سابقہ اسباق میں آپ کے طلبہ اسم اشارہ اور ضمیر سے مرکب بیسیوں جملے سمجھ کر استعمال کر رہے ہیں، کیونکہ آپ میں اور ان میں کوئی مشترک زبان تو ہے نہیں جس کے ذریعے آپ ترجمہ کر کے ان کو سمجھا سکیں، اس لیے آپ کو انہیں افعال (جملہ فعلیہ) الطريقة المباشرة سے پڑھانا ہے۔

لہٰذا آپ اس کی ابتداء ایسے افعال سے کریں جن کو آپ عملی طور پر طلبہ کے سامنے پیش کر سکیں اور اس کے لیے آپ فعل مضارع کے متکلم کے صیغوں کا انتخاب کریں، جن کو آپ طلبہ کے سامنے عملی طور پر پیش کر سکیں۔ مثلاً:

آخذُ.　　أَفتحُ.　　أَقْرأُ.　　اُغْلِقُ.　　أَضَعُ.

اب طلبہ کے سامنے میز یا تپائی پر کتاب رکھ کر کہیں:	هذا كتاب.
اب اسے ہاتھ میں لیتے ہوئے کہیں:	أنا آخذُ الكتاب
اب اسے کھولتے ہوئے کہیں:	أنا أَفتح الكتاب
پھر اسے پڑھتے ہوئے کہیں:	أنا أَقرأُ الكتاب
پھر اسے بند کرتے ہوئے کہیں:	أنا أُغلق الكتاب
پھر اسے میز پر رکھتے ہوئے کہیں:	أنا أضعُ الكتاب على المكتب.

یہ جملے طلبہ کے سامنے بار بار دہرائیں اور طلبہ بھی ساتھ دہرائیں، آپ کی ان حرکات کو دیکھتے ہوئے طلبہ ان افعال کے معانی سمجھ جائیں گے پھر ایک ایک طالب علم کو کھڑا کر کے سب کے سامنے یہ عمل کرائیں۔

مخاطب کے افعال کی تعلیم

اب آپ ایک طالب علم کو حکم دیں کہ وہ کھڑے ہوکر سب کے سامنے متکلم کے یہ افعال ادا کرے۔

جب وہ کتاب لے کر کہے:	أنا آخذالكتاب
تو آپ اسے مخاطب کر کے کہیں:	أنت تأخذُالكتاب
جب وہ کتاب کھول کر کہے:	أنا أَفتحُ الكتاب
تو آپ اسے کہیں:	أنتَ تَفتحُ الكتاب
جب وہ کتاب پڑھتے ہوئے کہے:	أنا أَقرأُ لكتاب
تو آپ اسے کہیں:	أنت تَقرأ الكتاب
جب وہ کتاب بند کر کے کہیے:	أنا أُغلق الكتاب
تو آپ اسے کہیں:	أنتِ تُغلق الكتاب
جب وہ کتاب کو میز پر رکھ کر کہے:	أنا أَضع الكتاب على المكتب
تو آپ اسے کہیں	أنت تَضَع الكتاب على المكتب

یہ عمل آپ دو دو طلبہ کو کھڑا کر کے بار بار کہلوائیں۔

اب طلبہ مخاطب کے افعال کے معانی اور استعمال جان لیں گے۔

غائب کے افعال کی تعلیم

اب آپ ایک طالب علم (مثلاً خالد) کو کھڑا کر کے اسے یہ افعال ادا کرنے کو کہیں اور ساتھ ساتھ طلبہ سے مخاطب ہو کر کہیں:

خالد يَأخذُ الكتاب	هويَفتحُ الكتاب	هويَقرأ لكتاب
هويُغلق الكتاب	هويَضعُ الكتاب على المكتب	

اور طلبہ سے بھی باری باری یہ عمل کرائیں۔

مفرد مذکر کی یہ تینوں حالتیں: متکلم، مخاطب، غائب طلبہ سمجھ چکے ہیں، اب ان کو سوال جواب کی صورت میں مشق کرائیں مثلاً:

سوال	جواب
ماذاأفعلُ؟	أنت تَاخذُ الكتاب
ماذاأفعلُ؟	أنت تفتح الكتاب
ماذاأفعلُ؟	أنت تقرأ الكتاب
ماذاأفعلُ؟	أنت تغلق الكتاب
ماذاأفعلُ؟	أنت تضع الكتاب على المكتب
ماذاتَفْعلُ؟	أنا آخذ الكتاب
ماذاتَفْعلُ؟	أنا أفتح الكتاب
ماذاتَفْعلُ؟	أنا أقرأ الكتاب
ماذاتَفْعلُ؟	أنا اغلق الكتاب
ماذاتَفْعلُ؟	أنا أضع الكتاب على المكتب
ماذايفعل خالد؟	هويأخذ الكتاب
ماذا يفعل خالد؟	هويفتح الكتاب
ماذا يفعل خالد؟	هو يقرأ الكتاب
ماذايفعل خالد؟	هويغلق الكتاب
ماذايفعل خالد؟	هو يضع الكتاب على المكتب

اسی طرح ایک معلّمہ سابقہ افعال کو پڑھانے کے بعد ان تینوں صیغوں کی خوب مشق کرائے۔

جواب	سوال
أنتِ تأخذين الكتاب	ماذاأفعل؟
أنتِ تفتحين الكتاب	ماذاأفعل؟
أنتِ تقرأين الكتاب	ماذاأفعل؟
أنتِ تغلقين الكتاب	ماذاأفعل؟
أنتِ تضعين الكتاب على المكتب	ماذاأفعل؟
أنا آخذالكتاب	ماذاتفعلين؟
أنا افتح الكتاب	ماذاتفعلين؟
أنا أقرأ الكتاب	ماذاتفعلين؟
أنا أغلق الكتاب	ماذا تفعلين؟
أنا أضع الكتاب على المكتب	ماذاتفعلين؟
هی تأخذ الكتاب	ماذا تفعل فاطمة؟
هی تفتح الكتاب	ماذا تفعل فاطمة؟
هی تقرأ الكتاب	ماذا تفعل فاطمة؟
هی تغلق الكتاب	ماذا تفعل فاطمة؟
هی تضع الكتاب على المكتب	ماذا تفعل فاطمة؟

فعل امر کی تعلیم

آپ کے طلبہ ان افعال کے معانی اور استعمال خوب سمجھ چکے ہیں۔ اب انہیں افعال کے امر کا استعمال سکھائیں۔ ایک طالب علم کو کھڑا کر کے اس کو حکم دیں:

جواب امر	امر
آخذالكتاب	ياخالد!خُذالكتاب
أفتح الكتاب	اِفتح الكتاب
أقرأ الكتاب	اِقرأ الكتاب
أغلق الكتاب	أغلق الكتاب
أضع الكتاب على المكتب	ضع الكتاب على المكتب

پھر دو طالب علموں کو کھڑا کر کے حکم دیں:

جواب امر	امر
نأخذ الكتاب	ياخالد و شاهد خذا الكتاب
نفتح الكتاب	افتحا الكتاب
نقرأ الكتاب	اقرء ا الكتاب
نغلق الكتاب	أغلقا الكتاب
نضع الكتاب على المكتب	ضعا الكتاب على المكتب

پھر تین طلبہ کو کھڑا کر کے ان کو حکم دیں:

جواب امر	امر
نعم يا سيدى	أيها الطلاب
نأخذالكتاب	خذوا الكتاب
نفتح الكتاب	افتحوا الكتاب
نقرأ الكتاب	اقرأوا الكتاب
نغلق الكتاب	أغلقوا الكتاب
نضع الكتاب على المكتب	ضعوا الكتاب على المكتب

فعل ماضی کا استعمال

فعل مضارع کے استعمال، معانی اور قواعد جان لینے کے بعد اب آپ کے لیے فعل ماضی کی طرف منتقل ہونا آسان ہو جاتا ہے۔

فعل مضارع میں واحد متکلم کے جو افعال طلبہ کو سکھائے گئے ہیں، ان کو دوبارہ ان کے سامنے دہرائیں، جیسے:

آخذالکتاب. أفتح الكتاب. أقرأ الكتاب.

أُغلق الكتاب. أضع الكتاب على المكتب.

اب آپ ان ہی افعال کو ماضی سے تعبیر کریں اور طلبہ کو خطاب کرتے ہوئے یوں کہیں:

أنا أخذتُ الكتاب. وفتحتُ الكتاب. وقرأتُ الكتاب. ثم اغلقتُ الكتاب. ووضعتُ الكتاب على المكتب.

اب آپ ایک طالب علم سے کہیں کہ وہ مضارع کے یہ افعال استعمال کرے اور آپ اسے مخاطب ہو کر کہیں:

أنتَ أخذتَ الكتاب وفتحتَ الكتاب، وقرأتَ الكتاب، ثم اغلقتَ الكتاب، ووضعتَ الكتاب على المكتب.

پھر ایک طالب علم سے کہیں یہی مضارع کے افعال ذکر کرے اور آپ طلبہ سے مخاطب ہو کر کہیں:

خالد أخذ َالكتاب: وفتح الكتاب، وقرأ الكتاب، ثم اغلقَ الكتاب، ووضع الكتاب على المكتب.

اور یہی عمل اسی ترتیب کے ساتھ، ایک معلّمہ طالبات کے سامنے پیش کرے۔

فعل نہی کا استعمال

آپ کے طلبہ افعال کی تین قسمیں: مضارع، ماضی امر سیکھ چکے ہیں، لہٰذا ان کو اب فعل نہی کا سکھانا بہت آسان ہے۔ آپ مناسب افعال کا انتخاب کر کے ان سے نہی کے صیغے استعمال کرائیں۔

مثلاً: ایک طالب علم کو کھیلتا دیکھیں تو اس سے کہیں: **یاخالد!لاتلعب**

کسی کو باتیں کرتا دیکھیں تو کہیں: **یاشاهد! لاتتکلم**

بے جا بیٹھا دیکھیں تو کہیں: **یاناصر! لاتجلس هنا**

اوران جیسے افعال مثلاً: **لاتضحک. لاتلتفت. لاتکذب. لاتشتم** وغیرہ

اب ان افعال کے سمجھنے اور بولنے کے بعد ان فعلیہ جملوں میں وسعت پیدا کریں اور ان میں حروف، مفعول بہ اور متعلقات فعل کا اضافہ کریں۔

مثلاً دروازے کی طرف چلتے ہوئے کہیں: **أنا أمشی إلی الباب**

دروازہ کھولتے ہوئے کہیں: **أنا أفتح الباب**

باہر نکلتے ہوئے کہیں: **أنا أخرُج من الباب**

دروازہ بند کرتے ہوئے کہیں: **أنا أغلق الباب**

کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہیں: **أنا أجلس علی الکرسی**

قلم سے لکھتے ہوئے کہیں: **أنا أکتب بالقلم**

انہی افعال کا امر استعمال کرتے ہوئے ایک طالب علم کو حکم دیں:

یاخالد! اِمش إلی الباب، اِفتح الباب، اخرج من الغرفة، اُدخل إلی الفصل. أغلق الباب. اجلس علی الکرسی. خذ القلم والورق، واکتب الرسالة. اکتب الرسالة إلی والدک...........الخ

اس سلسلہ میں راہنمائی کیلئے آپ کے لئے کتاب ''**الطریقة العصریة فی تعلیم اللغة العربیة**''. اچھی معاون ثابت ہوسکتی ہے۔

تنبیہ:

ڈائرکٹ میتھڈ الطریقة المباشرة کو استعمال کرتے وقت آپ جتنا طلبہ کو بلوائیں گے اور زبانی مشق کرائیں گے اتنے ہی وہ آگے بڑھتے جائیں گے اور ان کی ہمت بلند ہوگی۔ واللہ الموفق۔

عربی زبان سکھانے کے لیے

ترجمہ کا استعمال

اس سے پہلے بیان ہو چکا ہے کہ عربی زبان سکھانے کے لیے اگر آپ اور آپ کے طلبہ کے درمیان کوئی مشترک زبان نہیں تو آپ مجبور ہیں کہ ان کو عربی زبان سکھانے کے لیے "**الطریقة المباشرة**" سے کام لیں اور اس کے بغیر آپ کے لیے کوئی چارہ کار نہیں۔

لیکن آپ میں سے اکثر پاکستان میں جب عربی مدارس کے پاکستانی طلبہ کو پڑھائیں گے یا باہر سے آئے ہوئے فضلاء اپنے اپنے ملک میں عربی زبان پڑھائیں گے تو آپ اور آپ کے طلبہ میں ایک مشترک زبان ہوگی، اس لیے آپ ان کو عربی زبان سکھانے کے لیے ترجمہ اور مشترک زبان استعمال کریں گے۔

دنیا کے ترقی یافتہ ملکوں میں دنیا کی مشہور زبانیں غیر زبان والوں کو سکھانے کے لیے یہی طریقہ استعمال کیا جاتا ہے۔ جیسے بی بی سی لندن کا عربی جاننے والوں کے لیے انگریزی سکھانے اور ریڈیو قاھرہ کا انگریزی جاننے والوں کے لیے عربی سکھانے کا پروگرام، چنانچہ بی بی سی لندن انگریزی زبان کی تعلیم کے لیے کلی طور پر عربی استعمال کرتا ہے اور ریڈیو قاہرہ عربی زبان سکھانے کے لیے کلی طور پر انگریزی زبان استعمال کرتا ہے، پھر آپ کے لیے مزید آسانی یہ ہے کہ آپ کے سامنے عربی پڑھانے کے لیے نصاب کی ایک کتاب متعین ہوگی، مثلاً اگر آپ کو پاکستان میں کسی دینی مدرسہ میں عربی پڑھانے کا موقع ملا تو آپ کے سامنے کتاب "**الطریقة العصریة فی تعلیم اللغة العربیة**" ہوگی، اب آپ اس کتاب کو کیسے پڑھائیں؟ بطور مثال ہم آپ کے سامنے کتاب کا پہلا سبق الدرس الاوّل رکھتے ہیں۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرّحِيْمo

الدرس الأول

كِتاَب . قَلَم

هــذا

هذا كِتَاب　　هذا قَلَمَ　　هذاوَرَق

مَاهــذا؟

مَاهذا؟	هذا كِتَاب
مَاهذا؟	هذا قَلَم
مَاهذا؟	هذا كُرسِی
مَاهذا؟	هذا مَكتَب
مَاهذا؟	هذا بَاب
مَاهذا؟	هذاشُبَّاك
مَاهذا؟	هذا جِدَار

هذا طَالِب　　هذا اُستَاذ　　هذا خَادِم

مَــنْ هــذا؟

مَنْ هذا ؟	هذاطَالِب
مَن هذا ؟	هذااُستَاذ
مَن هذا ؟	هذاخَادِم
مَن هذا ؟	هذارَجُل
مَن هذا ؟	هذاوَلَد

هذا سَعِيد　　هذا مَحمُود　　هذا حَامِد

تمرین (مشق)

۱- ان الفاظ کو (هذا) کے ساتھ ملا کر پڑھیں:

کُرسِیُ، عَمُود، سَقُف، کأس، وَرَق، تِلمِیذ، خَادِم، مُعَلِّم، یُوسُف، حَارِس،

جیسے **هذا کُرسیُ**............وغیرہ۔

۲- عربی میں ترجمہ کریں۔

یہ پنسل ہے۔ یہ کھڑکی ہے۔ یہ دیوار ہے۔ یہ ستون ہے۔ یہ لڑکا ہے۔
یہ مرد ہے۔ یہ باپ ہے۔ یہ سعید ہے۔ یہ مدرس ہے۔ یہ عالم ہے۔

عربی قواعد (گرامر) کی چند اصطلاحیں:

اسم اشارہ: وہ لفظ ہے جس سے کسی چیز کی طرف اشارہ کیا جائے، جیسے **هذا کِتاب**.

مذکر:۔ (نر) جیسے: رَجُلٌ. فَرَس. حَجَر. مَاء۔

قاعدہ: ''هــذا'' اسم اشارہ ہے اور مفرد مذکر کے لئے استعمال ہوتا ہے، جبکہ وہ نزدیک ہو۔
جیسے **هذا کِتابُ**۔

مَا؟ اس لفظ سے کسی چیز کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے۔

مَنْ؟ اس لفظ سے انسان کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے۔

الفاظ کے معانی

هذا	یہ (مذکر)	رَجُل	مرد	مَاء	پانی
مَاهذا؟	یہ کیا ہے؟	وَلَد	لڑکا	قَلمُ الرَّصَاص	پنسل
مَکتَب	میز۔تپائی	مَنْ هذا؟	یہ کون ہے؟	أَب.وَالِد	باپ
بَاب	دروازہ	عَمُوْد	ستون	اِبْن.وَلَد	بیٹا
جِدَار	دیوار	سَقُف	چھت	شُبَّاک	کھڑکی
فَرَس	گھوڑا	حَجَر	پتھر	حَارِس	چوکیدار
کَأس	پیالہ۔گلاس۔				

آپ اس سبق کو بسم اللہ کے بعد مندرجہ ذیل ترتیب سے مرحلہ وار پڑھائیں:

پہلا مرحلہ:

طلبہ کے سامنے کتاب کھلی ہوگی اور آپ اس سبق کا ایک ایک لفظ اور ایک ایک جملہ بآواز بلند تجوید کے ساتھ پڑھیں اور ہر جملہ کے بعد طلبہ آپ کے بعد بلند آواز سے اجتماعی طور پر اس جملے کو دہراتے جائیں۔

دوسرا مرحلہ:

جب آپ سبق ختم کرچکیں تو اب آپ خاموش ہوجائیں اور ایک ایک طالب علم کو حکم دیں کہ وہ کھڑے ہوکر بآواز بلند اس سبق کا ایک ایک جملہ پڑھے اور سب طلبہ ساتھ ساتھ دہراتے جائیں۔

جب آپ کو اطمینان ہوجائے کہ طلبہ کا تلفظ صحیح ہوچکا ہے تو اب آپ ایک قدم اور آگے بڑھیں۔

تیسرا مرحلہ:

اب آپ دوبارہ ''الدرس الأوّل'' کو ابتداء سے ایک ایک لفظ اور ایک ایک جملہ پڑھتے جائیں اور بآواز بلند ساتھ ساتھ مشترک زبان میں ترجمہ کرتے جائیں، آپ اگر پاکستان میں ہیں تو اردو زبان میں کرتے جائیں اور طلبہ ساتھ ساتھ عربی جملے اور ترجمہ دہراتے جائیں۔ جیسے:

عربی	اردو
الدرس الأول	پہلا سبق
كتاب	کتاب
قلم	قلم۔ پن
هذا	یہ
هذا كتاب	یہ کتاب ہے۔
هذا قلم	یہ قلم ہے۔
ماهذا؟	یہ کیا ہے؟

هذا كتاب	یہ کتاب ہے۔
ماهذا؟	یہ کیا ہے؟
هذا قلم	یہ قلم ہے۔ یہ پن ہے۔
ماهذا؟	یہ کیا ہے؟
هذا كرسي	یہ کرسی ہے۔
ماهذا؟	یہ کیا ہے؟
هذا باب	یہ دروازہ ہے۔
ماهذا؟	یہ کیا ہے؟
هذاشبّاك	یہ کھڑکی ہے۔
ماهذا؟	یہ کیا ہے؟
هذاجدار	یہ دیوار ہے۔
هذا طالب	یہ طالب علم ہے۔
هذا أستاذ	یہ استاد ہیں۔
هذا خادم	یہ چپڑاسی ہے۔
مَنْ هذا؟	یہ کون ہے؟
هذا طالب	یہ طالب علم ہے۔
من هذا؟	یہ کون ہے؟
هذا سعيد	یہ سعید ہے۔
هذامحمود	یہ محمود ہے۔
هذا حامد	یہ حامد ہے۔

چوتھا مرحلہ:

اب اپ خاموش ہو جائیں اور طلبہ کو حکم دیں کہ ایک ایک کھڑے ہو کر بلند آواز سے ایک ایک جملہ کا ترجمہ کرے اور سب طلبہ اس کے ساتھ دُہراتے جائیں۔

اگر کلاس میں طلبہ کم ہیں تو سب سے اس گھنٹہ میں پڑھوائیں اور اگر طلبہ کی تعداد زیادہ ہے تو ان کو تقسیم کر لیں، پہلے روز دس پڑھیں، دوسرے روز دوسرے دس طلبہ پڑھیں، تیسرے روز تیسرے دس طلبہ پڑھیں، غرضیکہ کوئی طالب علم بغیر پڑھے نہ رہے۔

پانچواں مرحلہ:

تمرین (مشق)

اب آپ تمرین میں آجائیں، تمرین نمبر ایک میں عربی کے دس الفاظ دیئے ہوئے ہیں، آپ ایک ایک طالب علم کو کھڑا کر کے اس سے کہیں کہ ان الفاظ کے ساتھ ''ھـــذا'' ملا کر ایک ایک جملہ بلند آواز سے کہے اور سب طلبہ اس کے ساتھ وہ جملہ دھرائیں، پھر تمرین نمبر۲ میں دیئے ہوئے اردو جملوں کا عربی میں ترجمہ کرائیں اور اسی طرح بآواز بلند ایک طالب علم پڑھے باقی طلبہ اس کے ساتھ دھرائیں اور نئے الفاظ کی عربی جاننے کے لئے نیچے دیئے ہوئے ''الفاظ کے معانی'' دیکھ لیں۔

اب آپ ان کو عربی قواعد کی چند مختصر اصطلاحیں جو تمرین میں دی ہوئی ہیں طلبہ کی زبان میں ان کو سمجھا دیں۔ اس میں مزید اضافہ نہ کریں۔

چھٹا اور آخری مرحلہ:

یہ بہت اہم مرحلہ ہے اور ساری محنت کا ثمرہ ہے۔ آپ کے طلبہ کا۔ ماشاء اللہ۔ عربی تلفظ صحیح ہو چکا اور تمام الفاظ کے معانی ترجمہ کے ذریعہ ان کو معلوم ہو چکے۔ اب آپ نے بغیر ترجمہ براہ راست ان کو بلوانا ہے اور ان کی مشق کرانی ہے۔

طلبہ سے کتاب بند کرا دیجئے اور اعلان کر دیں کہ اب اردو بولنا منع ہے۔

اب آپ کتاب کے ''الـــدرس الاوّل'' کے اندر مذکور مختلف اشیاء اور انسانوں کی طرف ایک ایک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مختلف طلبہ سے پوچھنا شروع کر دیں: **ماھذا؟ ماھذا؟ من ھذا؟ من ھذا؟**

اور وہ اس کا عربی میں جواب دیں:

ھذا کتاب. ھذا باب. ھذاخالد. ھذا طالب وغیرہ۔

ان جملوں کی خوب مشق کرائیں، تا کہ بلاترجمہ اسکا استعمال ان کو آجائے۔

تنبیہ:

یہ جو مختلف مراحل ذکر کئے گئے ہیں، ضروری نہیں کہ آپ ایک گھنٹہ میں ایک سبق پورا کرسکیں، ممکن ہے کہ ایک سبق پر دو دن لگ جائیں، تین دن لگ جائیں، آپ فکر نہ کریں، خصوصاً ابتداء میں۔

نیز یاد رہے کہ کسی بھی زبان کے سیکھنے کا اعلیٰ مقصد یہ ہوتا ہے کہ طالب علم کو اس زبان کا بولنا، پڑھنا اور لکھنا آجائے۔

آپ نے سبق میں ان کو پڑھنا اور بولنا سکھا دیا اب اس کا لکھنا باقی ہے، لہٰذا اس کا آسان طریقہ یہ ہے۔ تمرین کے علاوہ آپ طلبہ پر لازم کریں کہ کتاب کا ہر سبق کتاب دیکھ کر اپنی کاپی میں گھر سے لکھ کر لائیں، اس طرح ان کو عربی لکھنا آجائے گی اور عربی خط بھی صاف ہو جائے گا۔ اسی طرح بقیہ اسباق ھی مرحلہ وار محنت سے پڑھائے جائیں، آپ خود محسوس کریں گے کہ طلبہ کو کتنا فائدہ ہو رہا ہے۔

عربی کے لئے تجوید کی اہمیت:

ہر زبان کے بولنے اور اس کے تلفظ کا اپنا ایک خاص طریقہ اور انداز ہوتا ہے، جس کے ذریعہ بولنے والا اپنے مافی الضمیر کو ادا کرتا ہے اور جب اس کے تلفظ یا تعبیر میں کوئی شخص غلطی کرتا ہے تو اس کا معنی اور مفہوم بدل جاتا ہے، یا سننے والے پر اس کا معنی مشتبہ ہو جاتا ہے اور اس سے بعض اوقات کافی نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔

عربی کے اساتذہ کرام پر یہ بات مخفی نہیں کہ عربی الفاظ اور حروف کا صحیح تلفظ اور انہیں اپنے اپنے مخارج سے ادا کرنا کتنا اہمیت رکھتا ہے، اب اگر کوئی شخص کسی لفظ کے ادا کرنے میں غلطی کرتا ہے تو اس لفظ کا معنی بدل جاتا ہے، اس لئے عربی کے صحیح تلفظ کے لئے علم تجوید کے ضروری قواعد کا جاننا اور ان کے مطابق مشق کرنا ضروری ہے۔

لہٰذا عربی کے استاذ کے لئے ضروری ہے کہ وہ عربی الفاظ کا صحیح تلفظ جانتا ہو اور تجوید کے ضروری قواعد سے واقف ہو۔ ایسا استاذ اپنے فرض کے ادا کرنے میں کامیاب رہتا ہے۔

نیز استاذ کو چاہیے کہ طلبہ کو تجوید کے ضروری قواعد سیکھنے کی ترغیب دے۔ کیونکہ جو طالب علم جتنا تجوید سے واقف ہوگا، اتنا ہی اس کا تلفظ صحیح ہوگا۔

مذکورہ بالا حقیقت کو واضح کرنے کے لئے ذیل میں چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔ یعنی عربی کے حروف کو ان کے مخارج سے اگر ادا نہ کیا جائے تو ان کے معانی بدل جاتے ہیں۔

لفظ	معنی	لفظ	معنی
قَلْب	دل	کَلْب	کُتا
عَاقِل	عقلمند	آکِل	کھانے والا
دَالٌّ	راہنمائی کرنے والا	ضَالٌّ	گمراہ
خِمَار	اوڑھنی	حِمَار	گدھا
قَالَ	اس نے کہا	کَالَ	اس نے ناپا
قُلْ	کہو	کُلْ	کھاؤ
ثَمِین	قیمتی	سَمِین	موٹا
صَائِم	روزہ دار	سَائِم	چرنے والا (جانور)
ثَمَر	پھل	سَمَر	رات کے وقت گپ بازی کرنا

اس طرح اعراب اور شدّ کے بدلنے سے بھی معانی بدل جاتے ہیں جیسا کہ

لفظ	معنی	لفظ	معنی
مَلَک	فرشتہ	مَلِک	بادشاہ
مُلْک	بادشاہت	مِلْک	ملکیت
إمام	اِمام	أَمَام	آگے
جَمَال	خوبصورتی	جَمَّال	اونٹ وان

نیز نقطوں کے بدلنے سے بھی معانی بدل جاتے ہیں، جیسے:

حَارَۃ	محلّہ	جَارَۃ	پڑوسَن
بَارّ	نیک فرمانبردار	نَار	آگ

اور کبھی سننے والے کو الفاظ میں اشتباہ پیدا ہونے سے معانی بدل جاتے ہیں اور اس کے نتیجہ میں بعض اوقات مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور خود اہل زبان سے کبھی ایسی غلطیاں سرزد ہوجاتی ہیں۔

اس مناسبت سے مجھے ایک واقعہ یاد آیا جو مصر کے دارالحکومت قاہرہ میں پیش آیا اور میں بھی اس کے مشاہدہ کرنے والوں میں تھا۔ یہ غالباً سنہ ۱۹۷۱ء کا واقعہ ہے، جامعۃ الازھر کے مشہور شعبہ ''مجمع البحوث الإسلامیۃ'' کی سالانہ کانفرنس ہورہی تھی اور اس میں ہمارے شیخ حضرت علامہ محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے ہوئے تھے، کیونکہ آپ اِس مجمع البحوث الاسلامیہ کے مستقل ممبر تھے اور یہ خادم اُن کے ساتھ تھا۔

کانفرنس کے پروگرام میں ایک دن قاہرہ شہر سے باہر ریشم کے ایک کارخانہ (مَصنع الحَرِیر) کو دیکھنے جانا تھا، چنانچہ اُس دن کانفرنس کے سارے وفود قافلہ کی شکل میں گاڑیوں کی ایک لمبی قطار میں روانہ ہوئے، یہ قافلہ ایک بہت بڑے کارخانہ کے مرکزی دروازے پر پہنچ کر رُک گیا۔ کیونکہ وہاں کوئی استقبال کرنے والا موجود نہیں تھا اور دروازے پر کھڑے سپاہی تعجب کی نگاہ سے دیکھ رہے ہیں، کیونکہ انہیں وفود کے آنے کے بارے میں کوئی اطلاع نہیں، اِدھر وفود حیران ہیں کہ کارخانہ دیکھنا ان کے پروگرام میں شامل ہے پھر استقبال کیوں نہیں کیا گیا!!

چنانچہ قافلہ کے ذمہ دار حضرات گاڑی سے اُترے اور کارخانہ کے نگران حضرات سے مل کر اُن سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ ہمیں آپ کے بارے میں کوئی سابقہ اطلاع نہیں ملی اور یہ اسٹیل کا کارخانہ ہے، یعنی ''مَصنع الحدید'' آخر بات کھلی اور پتہ چلا کہ پروگرام کے ذمہ دار افسر کو لفظ کے سمجھنے میں غلطی ہوئی اور وہ ''مَصنع الحریر'' (ریشم کے کارخانہ) کو ''مَصنع الحدید'' (اسٹیل کا کارخانہ) سمجھا، جب کہ پروگرام ''مَصنع الحریر'' دیکھنے کا تھا اور ''حَرِیر'' اور ''حَدِید'' کے

معنی میں مشرق اور مغرب کا فرق ہے۔

بہر حال غلط فہمی دور ہوئی اور وفود کا یہ قافلہ "**مصنع الحديد**" سے "**مصنع الحرير**" روانہ ہوا اور جب وہاں پہنچا تو واقعی وہاں خوب گرمجوشی سے استقبال ہوا، وفود نے کارخانہ دیکھا اور کارخانہ کی طرف سے یادگاری تحائف پیش کیے گئے۔

اس واقعہ کو بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ عربی پڑھانیوالے استاذ کو چاہیے کہ عربی پڑھاتے وقت مندرجہ بالا امور کا خاص خیال رکھے اور اپنے شاگردوں کو بھی تنبیہ کرتا رہے اور اُن کو اِن قواعد کی خوب مشق کرائے۔ کیونکہ اس قسم کی غلطیوں کا ازالہ تب ہی ممکن ہے کہ جب طلبہ کو تجوید کے مطابق عربی بولنے اور پڑھنے کی خوب مشق کرائی جائے۔

تختہ سیاہ (بلیک بورڈ) کا استعمال:

اساتذہ کرام!

روزِ اوّل سے آپ کے ذہن میں یہ بات رہنی چاہیے کہ آپ کے طلبہ عربی پڑھنا، لکھنا اور بولنا سیکھیں۔ اس لئے آپ تعلیم کا انداز پہلے دن سے ایسا رکھیں کہ اُن کو یہ تینوں چیزیں ساتھ ساتھ حاصل ہوتی رہیں، لہٰذا عربی بول چال کے ساتھ اُن کو لکھنا بھی سکھائیں اور اس کے لئے تختہ سیاہ اور کاپی کا استعمال ناگزیر ہے۔

اور اِس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ دورانِ تعلیم ہر مرحلہ میں زبانی مشق کے بعد اُن الفاظ یا جملوں کو تختہ سیاہ پر لکھتے جائیں، مثلاً جب آپ نے ابتداء میں چند مفردات اُن کو سکھا دیئے تو اب انہیں سب کے سامنے لکھ دیں:

كتاب . قلَم . ورَق . بابَ . كرسي وغیرہ

اور اس کے بعد جب مختصر جملے سیکھ چکیں تو اُن کو بھی بعد میں لکھتے جائیں، مثلاً:

هذا كِتاب	هذا قلم	هذا بَاب
ماهذا؟	هذا كِتاب	

ماھذا؟	هذا قلَم
مَنْ هذا؟	هذا طالِب
من هذا؟	هذا خالِد

اس طرح آپ کے طلبہ آپ کو لکھتے ہوئے دیکھ کر لکھنا سیکھیں گے، لہٰذا ہر سبق ختم ہونے سے چند منٹ پہلے طلبہ سے کہیں کہ اب اِن الفاظ اور جملوں کو اپنی اپنی کاپیوں میں خوشخط طریقہ سے لکھ لیں۔

عربی قواعد (گرامر) کی تعلیم

جب آپ کے طلبہ پہلے درس میں اسم اشارہ (هذا) کا استعمال اور (ما؟) اور (مَنْ؟) استفہامیہ کا استعمال سیکھ جائیں تو اب آپ اُن کو اُن کی زبان میں (ھذا) اسم اشارہ کا قاعدہ سمجھا دیں کہ قواعد کی رو سے اِسے اِسم اشارہ کہتے ہیں اور یہ مفرد مذکر کے لئے استعمال ہوتا ہے، جب کہ وہ نزدیک ہو اور یہ کہ (ما؟) سے اشیاء کے بارے میں اور (من؟) سے انسان کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے۔

تنبیہ

عربی زبان سیکھنے والے طلبہ کے لئے لازم ہے کہ وہ عربی کے قواعد (صرف ونحو) بھی سیکھیں، تاکہ وہ عربی زبان کو بصیرت کے ساتھ بول سکیں، لیکن اس بات کا خیال رکھا جائے کہ عربی سکھاتے وقت قواعد بقدر ضرورت سکھائے جائیں جتنا کہ اُس درس سے ان کا تعلق ہے۔ نہ اتنی وسعت دی جائے کہ عربی کا درس صرف ونحو کا درس بن جائے اور نہ بالکل ترک کیا جائے کہ طالب علم کو بصیرت ہی نہ ہو۔(۱) اس کا نمونہ ''الطریقة العصریة الجزء الاوّل'' کے پہلے درس میں دیکھ لیں کہ پہلے درس میں ''ھذا'' اسم اشارہ مذکر کا استعمال ہے، جس میں سب مثالیں مذکر کی دی گئی ہیں اور ''ھذا'' کا قاعدہ بھی آخر میں بیان کر دیا گیا ہے، لیکن اس کے ساتھ اسم اشارہ ''ھذہ'' جو مؤنث کے

(۱) کسی زبان اور اس کے قواعد (گرامر) سکھاتے وقت اُن کی آپس میں ترتیب کیا ہونی چاہیے؟ پہلے زبان پھر قواعد، یا پہلے قواعد پھر زبان یا دونوں کو ساتھ ساتھ سکھایا جائے۔ اس میں فطری اور طبعی ترتیب تو پہلی صورت ہے کہ پہلے زبان =

لئے ہے، اس کا ذکر نہیں کیا گیا بلکہ اُسے دوسرے سبق میں ذکر کیا گیا ہے، جہاں اس کا استعمال ہوا ہے۔

عربی رسم الخط

عربی پڑھانے والے استاذ کے لئے ضروری ہے کہ وہ عربی رسم الخط کی طرف پوری توجہ دے اور عربی پڑھاتے وقت لکھنے، پڑھنے اور بولنے تینوں امور کا اہتمام کرے۔

اگر آپ کے طلبہ پہلے سے عربی لکھنا جانتے ہیں تو آپ انہیں عربی پڑھانا شروع کر دیں لیکن اگر طلبہ ایسے ہیں جو عربی کے حروف سے بالکل ناواقف ہیں اور قرآن کریم ناظرہ تک نہیں پڑھے ہوئے تو پہلے آپ اُن کو عربی کے حروف تہجی سکھائیں (ا ب ت ث ج ......) پھر اُن سے مرکب مفرد الفاظ پھر جملے لکھنا اور پڑھنا سکھائیں، اس کے لئے تھوڑا وقت اور محنت درکار ہوگی اور جب طلبہ عربی حروف کو لکھنے اور پہچاننے لگ جائیں تو اب اُن کو عربی پڑھانا شروع کریں۔

لیکن عربی مدارس میں عموماً پہلی جماعتوں میں آپ کے سامنے ایسے طلبہ ہوں گے جو عربی حروف کو پہچانتے اور پڑھ سکتے ہیں، ہاں بعض کا خط اچھا ہوگا اور بعض کا معمولی ہوگا۔

ایسے طلبہ کو جب آپ عربی پڑھانا شروع کریں تو کتاب کا ہر سبق اُن سے لکھوائیں اور اُن کو تاکید کریں کہ کتاب سامنے رکھ کر ویسا ہی لکھنے کی کوشش کریں، اگر آپ نے اُن سے یہ پابندی کرائی تو تھوڑے ہی عرصہ میں۔ انشاء اللہ۔ اُن کے خط صاف ہو جائیں گے کیونکہ زبان کی صفائی

(بقیہ) سکھائی جائے پھر اس کے قواعد، جس طرح ایک بچہ اپنی مادری زبان اپنی ماں اور گھر کے افراد سے سیکھتا ہے اور وہ اسے قواعد وضوابط کے مطابق ہی صحیح زبان سکھاتے ہیں، لیکن وہ اسے یہ نہیں بتاتے کہ اس جملہ میں پہلا لفظ مبتداء اور دوسرا خبر کہلاتا ہے، یا پہلا فعل اور دوسرا فاعل کہلاتا ہے۔ وغیرہ۔ یہی فطری طریقہ غیر عرب کو ابتدائی عربی سکھانے کے لئے استعمال کرنا چاہیے کہ پہلے ان کو عربی اور پھر قواعد سکھائے جائیں، لیکن ہمارے مدارس میں عموماً بڑے طلبہ ہوتے ہیں اور وقت بھی محدود ہوتا ہے۔ اس لئے کم از کم یہ طریقہ اپنایا جائے کہ عربی اور قواعد ساتھ ساتھ سکھائے جائیں۔ اس طرح عربی سمجھنے سے قواعد میں مدد ملے گی اور قواعد پڑھنے سے عربی زبان میں مدد ملے گی۔ پاکستان کے بعض دور دراز کے مدارس میں پہلے صرف ونحو اور پھر عربی پڑھائی جاتی تھی، لیکن وفاق المدارس العربیہ کی برکت سے اب تمام مدارس میں عربی ادب اور قواعد ساتھ ساتھ پڑھائے جاتے ہیں۔ وللہ الحمد۔

کے لئے کثرت سے بولنا اور خط کی صفائی کے لئے کثرت سے لکھنا ضروری ہے۔

عربی انشاء

عربی پڑھنے والے طالب علموں کے لئے انشاء نہایت ضروری ہے لیکن اس کا مرحلہ تب آئے گا۔ جب طالب علم عربی سمجھنے اور بولنے لگ جائے اور اس کے پاس عربی الفاظ کا معتد بہ ذخیرہ جمع ہو جائے۔

اب استاد کو اِس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے کہ وہ طلبہ کو انشاء کی مشق کرائے، لیکن اس کا معیار طالب علم کی تعلیمی سطح کے مطابق ہو، جیسا کہ "**ألطَّريقة العَصَريَّة**." کی جزء ثانی میں اس کی مثالیں موجود ہیں۔ وہاں چھوٹی چھوٹی حکایات اور "**نُزْهَةٌ فِي البُستَان**" (باغ کی سیر) جیسے اسباق آپ کو ملیں گے۔

لہٰذا طلبہ کو انشاء کا عادی بنانے کے لئے پہلے انہیں آسان طریقہ سکھائیں، مثلاً جب وہ ایک چھوٹی سی حکایت پڑھ لیں اور اگر اس کا تعلق مذکر سے ہے تو آپ طلبہ سے کہیں کہ وہ اُسے مؤنث میں بدل دیں چونکہ وہ حکایت طالب علم کے سامنے ہے، اس لئے اس کا کام محدود اور آسان ہوگا کیونکہ اب اُسے اس حکایت میں صرف اسم فعل اور ضمیر کو بدلنا ہے، مستقل کہانی بنانی نہیں ہے۔

اس نقطہ کی وضاحت کے لئے ایک مثال "**الطَّريقَة العَصْرِيّة**" الجزء الثانی کے صفحہ: ۵۲ سے پیش کی جاتی ہے۔ جس کا عنوان ہے:

الأَمَـــانَة

وَجَـدَ خَـالِدٌفِي المَدَرَسَةِ قَلَمًا غَاليًا فَأَخَذَهٗ وَسَلّمَهٗ اِلى مُديرِ المَدَرَسَةِ فشـكرهٗ، وَلَمَّا وَقَفَ التَّلَا مِيذُ صُفوفا سَأَلَ المُدِيُرُ عَن صَاحِب القَلم، وَسَلّمهٗ إيَّاهُ، وَمَدَحَ خَالِداً لِأ مَانَتِهٖ، وَكتبَ اسْمَهٗ عَلَى السُّبُّورة.

اب اس سبق کو سمجھنے کے بعد آپ طلبہ سے کہیں کہ اب اس حکایت میں (خالد) کے بجائے (فاطمہ) کا نام لکھ کر عبارت کو مذکر سے مؤنث میں بدل دیں، اس طرح کہ جہاں مذکر کے افعال ہیں

ان کومؤنث کے افعال میں اور جہاں مذکر کی ضمیریں ہیں ان کومؤنث کی ضمیروں میں بدل دیں۔

تاکہ طلبہ کے لئے عملی طور پر مشق آسان ہو اور وہ اسے اچھی طرح سیکھ لیں۔ بہتر یہ ہوگا کہ آپ یہ حکایت بورڈ پر لکھیں اور پھر ان کے سامنے مذکر افعال اور مذکر ضمائر کو مؤنث افعال اور مؤنث ضمائر میں بدلتے جائیں، مثلاً:

الأَمَـانَـــة

وَجَـدتْ فـاطـمةُ فِـي الـمَدَرَسَةِ قَلَمًا غَالِيًّا فَأَخَذَتْه وَسَلّمَتْه إِلى مُديُرة الـمَدَرَسَة فشكرتُها، وَلَمَّا وَقَفتِ التلميذاتُ صفوفاً سألتِ المُديرةُ عَن صاحبةِ القَلم، وسلّمتُه إِيّاها، ومدحتُ فاطمةَ لأَمانتها، وكتبتُ اسمَها على السُّبّورة.

اورطلبہ کے سامنے مزید اس قاعدہ کو واضح کرنے کے لئے مذکر اورمونث الفاظ کو آمنے سامنے اس طرح لکھیں۔

مذکر	مونث	مذکر	مؤنث
وجدَ	وجدتْ	التلاميذ	التلميذات
خالد	فاطمة	سألَ	سألَتْ
لأَمانتِه	لأمانتها	أخذ	أخذت
المُدير	المُديرة	كتبَ	كتبَتْ
سَلّم	سلّمتْ	صاحب القلم.	صاحبة القلم
اسمَه	اسمَهَا	مديرالمدرسة	مديرة المدرسة
سلّمه	سلّمتُه	وَقَفَ	وَقَفَتْ
شكَرَه	شكرَتْهَا	إِيَّاه	إِيّاها
مَدَحَ	مَدَحتْ		

اور ساتھ ساتھ قاعدہ اور طریقہ بھی ان کو سمجھاتے جائیں، اِس طرح ایک سے زائد حکایات کی مشق کرائیں۔

اس کے بعد مرحلہ وار ایک قدم اور آگے بڑھیں اور مختلف اشیاء کے اوصاف اور کیفیات کو عمدہ انداز میں تعبیر کرنے اور پیش کرنے کی مشق کرائیں، مثلاً: طلبہ جب وہ درس پڑھیں جس میں باغ کی سیر اور باغ کا خوبصورت منظر پیش کیا گیا ہے، جیسے اس کے درخت، پھول، پھل، سبزہ، پانی، چڑیوں کی آوازیں وغیرہ تو اب استاذ کو چاہئے کہ اس سے ملتا جلتا موضوع ان کو لکھنے کے لئے دے، جیسے اگر طلبہ چھٹیوں میں کسی گاؤں میں گئے ہیں یا کسی پہاڑ اور وادی کی سیر کی ہے تو اب وہ اس گاؤں اور پہاڑ کے بارے میں اپنے مشاہدات عمدہ انداز میں لکھیں اور ساتھ ساتھ استاذ کو چاہئے کہ مضمون کی ترتیب اور عمدہ جملوں کے استعمال میں اُن کی راہنمائی کرتا رہے۔

اسی طرح آگے چل کر اگر کسی شخصیت کے بارے میں کوئی درس آئے تو اس کے پڑھنے کے بعد اُس جیسی دوسری علمی اور دینی شخصیات پر لکھنے کے لئے طلبہ سے کہا جائے اور استاذ ساتھ ساتھ راہنمائی کرتا رہے۔ مثلاً: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے درس کے بعد اب خلفاء راشدین اور اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے یا ائمہ فقہاء میں سے کسی کا نام دے کر لکھنے کو کہا جائے اور ان کے عمل کو محدود کرنے کے لئے جملے یا صفحات کی تحدید کر دیں۔

اس کے بعد چھوٹے چھوٹے مضامین لکھنے اور حکایات بنانے کی ان کو عادت ڈالیں اور ساتھ راہنمائی کرتے جائیں۔

باقی رہا بڑے اور علمی مضامین لکھنا تو اُن کا تعلق بڑی جماعتوں سے ہے جب یہ طلبہ وہاں پہنچیں تو وہاں ان کو مشق کرائی جائے۔ (واللہ الموفّق)

محفوظات

محفوظات سے مراد یہ ہے کہ عربی زبان کی تعلیم کے دوران اگر کوئی آیت، حدیث، حکمت کا جملہ، حکایت، ادبی جملہ یا کوئی شعر آ جائے تو طلبہ سے کہا جائے کہ اُسے یاد کر لیں اور اس کی تاکید

کی جائے اور دوسرے دن طلبہ سے باری باری اُسے سنا جائے اور غلطی کرنے کی صورت میں اس کی اصلاح کی جائے۔

اس سے طلبہ کی زبانوں میں طاقت پیدا ہوگی اور ان کے ذہن میں عربی الفاظ کے ذخیرہ میں اضافہ ہوتا جائے گا۔

بلادِ عربیہ میں تعلیم کے ابتدائی مراحل کے نصاب میں ''**المحفوظات**'' ایک مستقل مضمون ہوتا ہے اور اسی نام سے کتابیں بھی ہوتی ہیں، آپ کو اگر کوئی ایسی کتاب مل جائے تو اس سے ضرور فائدہ اٹھائیں۔

غیرعرب کے لئے ترجمہ کی اہمیت

عربی زبان سے کسی دوسری زبان میں ترجمہ کرنا جو طالب علم کی زبان ہے یا اس کا عکس، یہ طالب علم کی بنیادی ضرورت ہے، جس کی اُسے دورانِ تعلیم اور تعلیم سے فراغت کے بعد جب وہ عملی میدان میں قدم رکھتا ہے، ضرورت پڑتی ہے۔ لہٰذا عربی کے استاذ کو چاہئے کہ دورانِ تدریس ترجمہ کا اہتمام کرے اور طلبہ کو اس کی خوب مشق کرائے اور ان کو اِس کے قواعد وضوابط سکھائے تاکہ وہ بوقت ضرورت عربی سے کسی دوسری زبان میں جسے وہ جانتے ہیں اور اس کے برعکس ترجمہ کرسکیں۔

یہ حقیقت ہے کہ بنی نوع انسان جو بھی زبان بولتے ہوں، ان کے احساسات اور اُن کے ہاں معانی اور مفاہیم ایک ہی ہوتے ہیں۔ البتہ اُن کی تعبیر میں بعض اوقات مختلف زبانوں کے اعتبار سے اختلاف پایا جاتا ہے۔ جس کے لئے ہر زبان کا اپنا انداز اور اپنے قواعد وضوابط ہوتے ہیں جو دوسری زبان سے مختلف ہوتے ہیں۔ اس لئے عربی زبان سے کسی دوسری زبان میں ترجمہ کرتے وقت اُس زبان کے قواعد وضوابط اور اسلوب کی رعایت نہایت ضروری ہوتی ہے اور اس میں کامیابی اُسی وقت ممکن ہے جب ایک ہوشیار اور محنتی استاذ اپنے طلبہ کو اِن امور پر خوب مشق کرائے۔

اس حقیقت کو واضح کرنے کے لئے ایک چھوٹی سی مثال پیش کی جاتی ہے، مثلاً: ہم دیکھتے

ہیں کہ مذکر اور مؤنث غیر حقیقی کا اختلاف عموماً زبانوں میں پایا جاتا ہے۔اسی طرح جملہ کی ترکیب اور ترتیب میں بھی ہر زبان کا ایک اپنا انداز ہے۔اس لئے ایک کامیاب استاذ کے لئے ضروری ہے کہ وہ دونوں زبانوں (جیسے عربی اور اردو) کے قواعد وضوابط اور اسلوب سے اچھی طرح واقف ہو اور ان قواعد اور اسلوب کی روشنی میں طلبہ کی مشق کرائے اور ساتھ ساتھ وہ قواعد بھی بتاتا جائے تاکہ ترجمہ تحت اللفظ نہ ہو، نیز طلبہ مذکر اور مؤنث کے استعمال میں غلطی نہ کریں۔

مثلاً طلبہ کو یہ بتایا جائے کہ بعض الفاظ وہ ہیں جو دنیا کی ہر زبان میں مذکر اور مؤنث ہی استعمال ہوتے ہیں جن کو ہم مذکر حقیقی اور مؤنث حقیقی سے تعبیر کرتے ہیں یعنی جس کے بالمقابل دوسری جنس ہو، جیسے مرد،عورت ،لڑکا،لڑکی ،بیل،گائے ،اونٹ ،اونٹنی ،بکرا،بکری وغیرہ۔

اور دوسری قسم وہ ہے جو مذکر اور مؤنث غیر حقیقی کہلاتی ہے یعنی اس کے بالمقابل دوسری جنس نہیں ہوتی بلکہ اُن الفاظ کی تذکیر اور تانیث کا مدار اہل زبان کے استعمال پر ہوتا ہے۔اہل زبان نے اگر اسے مذکر استعمال کیا ہے تو وہ مذکر ہے اور اگر مؤنث استعمال کیا ہے تو وہ مؤنث ہے۔اس لئے استاد کو چاہئے کہ ان امور کی طرف پوری توجہ دے۔

مذکر اور مؤنث کی وضاحت کے لئے ایک مثال پیش کی جاتی ہے۔ہم دیکھتے ہیں کہ عربی زبان میں یہ الفاظ (مَسجد، کِتاب،فَصل،شُبّاک) مذکر استعمال ہوتے ہیں لیکن یہی الفاظ اردو میں مؤنث استعمال ہوتے ہیں۔لہٰذا ایک زبان سے دوسری زبان میں ترجمہ کرتے وقت اُس زبان کی تذکیر و تانیث کا خیال رکھا جائے گا، نہ کہ پہلی زبان کا، جیسا کہ مندرجہ ذیل جملوں میں واضح ہے:

هٰذا مَسجدُنا	یہ ہماری مسجد ہے۔
هٰذا کتابی	یہ میری کتاب ہے۔
هٰذا فَصلی	یہ میری درس گاہ ہے۔
هٰذا شُبّاکٌ کَبیر۔	یہ بڑی کھڑکی ہے۔

اسی طرح اس کے برعکس جب ہم اِن الفاظ کا عربی میں ترجمہ کریں گے تو ان کو مذکر

استعمال کریں گے نہ کہ مؤنث۔

ترجمہ سکھاتے وقت ایک اہم قاعدہ کی طرف طلبہ کو توجہ دلانے کی ضرورت پڑتی ہے اور وہ جملہ کے اجزاء میں ترتیب کا قاعدہ ہے کہ ترجمہ کرتے وقت اُسی زبان کی ترتیب کے قاعدہ کے مطابق ترجمہ کیا جائے، تاکہ ترجمہ تحت اللفظ نہ ہو اور اس کے لئے خوب مشق کی ضرورت ہے۔

مثلاً عربی زبان میں جملہ فعلیہ کی ترتیب یوں ہوتی ہے کہ پہلے فعل پھر فاعل اور پھر مفعول بہ اگر فعل متعدی ہو، جیسے "**حفظ حامدٌ الدرس**"، لیکن اردو میں یہ ترتیب ایسی نہیں ہوتی بلکہ پہلے فاعل، پھر مفعول بہ اور اُس کے بعد فعل۔ لہٰذا اس سابقہ جملہ میں "**حفظ حامدٌ الدرس**" کا صحیح ترجمہ یہ ہوگا: حامد نے سبق یاد کیا، اور تحت اللفظ اس طرح ہوگا: یاد کیا حامد نے سبق، جو صحیح نہیں

اسی طرح عربی جملوں میں صفت موصوف کے بعد آتی ہے، جیسے **هذه زهرةٌ جميلة** لیکن اردو میں صفت موصوف سے پہلے آتی ہے، لہٰذا اس جملہ کا ترجمہ یوں ہوگا: یہ خوب صورت پھول ہے اور یوں نہیں ہوگا: یہ پھول خوبصورت ہے مگر اُس صوت میں جب جميلة زَهرَةٌ کے لئے خبر واقع ہو جیسے **هذه الزهرةُ جميلة** تو اس کا ترجمہ یہ ہوگا: یہ پھول خوبصورت ہے۔ یعنی صفت کے بجائے خبر کا ترجمہ ہوگا۔

غیر عرب طلبہ کے لئے ترجمہ کی اہمیت کی بناء پر "**الطريقة العصرية**" میں ترجمتین کی تمرینات کا التزام کیا گیا ہے، جس کی ابتداء پہلے سبق سے ہی چھوٹے چھوٹے جملوں سے کی گئی ہے پھر تدریجاً بڑے جملوں اور مسلسل عبارتوں کے ترجمہ کی تمرینات رکھی گئی ہیں۔

نوٹ:

اہل علم جانتے ہیں کہ یہ مختصر اور چھوٹے چھوٹے قاعدے عربی کے مبتدی طلبہ کے لئے ہیں جو عربی کے ابتدائی درجوں میں زیر تعلیم ہوتے ہیں، باقی رہا اعلیٰ درجوں کے طلبہ، تو اگر وہ کسی علمی کتاب، یا علمی مقالہ کا ترجمہ کریں گے تو انہیں چاہیے کہ ترجمہ کرتے وقت ترجمہ اور فصاحت و بلاغت کے باقی قواعد وضوابط کا التزام کریں۔

فوری ترجمہ

فوری ترجمہ سے مراد یہ ہے کہ ایک شخص ایک زبان میں دوسری زبان والے سے گفتگو کررہا ہے یا دوسری زبان والے مجمع کو خطاب کررہا ہے اور ایک تیسرا آدمی جو دونوں زبانوں کو جانتا ہے وہ ساتھ ساتھ ترجمہ کرتا چلا جارہا ہے۔

فوری ترجمہ (الترجَمةُ الفَورية) ایک مستقل فن ہے، جس کو سیکھنے کے لئے ترقی یافتہ ملکوں میں معاہد قائم ہیں اور ان معاہد کے تربیت یافتہ عموماً بین الاقوامی کانفرنسوں اور سیمیناروں میں نہایت عمدہ طریقہ سے ترجمہ کرتے ہیں اور اس کا بہت اہتمام ہوتا ہے، اس لئے آپ سمعی آلات کے ذریعہ اس کانفرنس میں استعمال ہونے والی ہر زبان کا ترجمہ سن سکتے ہیں۔

مبتدی طلبہ کو، جب وہ عربی بولنے لگ جائیں، ابتدائی سطح پر ترجمہ کا عادی بنانے کے لئے اس طرح مشق کرائی جائے کہ دو ہوشیار قسم کے طلبہ کو سب کے سامنے کھڑا کریں، اب اُن میں سے ایک عربی میں کسی آسان موضوع پر بولے اور ایک ایک دو دو جملے بولنا شروع کرے اور دوسرا طالب علم ان جملوں کا مقامی زبان میں ترجمہ کرتا چلا جائے، یہ عمل اگر ہفتہ میں ایک دفعہ بھی ہوجائے تو بھی مفید ہے، اس سے فوری ترجمہ کی بنیاد پڑ جائے گی اور ہوشیار طلبہ کا ذہن اس کے لئے تیار ہوجائے گا اور آئندہ جب بھی اسے اس میدان میں کام کرنے کا موقع ملے گا، اس کے لئے آگے بڑھنا آسان ہوگا۔

ترجمہ کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ متکلم کو بولنے دیا جائے، وہ اپنا خطاب یا مقالہ اپنی زبان میں پورا کردے اور مترجم قلم اور کاغذ ہاتھ میں لے کر چوکنا ہوکر بیٹھ جائے اور متکلم کی بات غور سے سنے اور گفتگو کے ہر جزء اور پیراگراف کا ایک ایک جملہ بطور اشارہ لکھتا جائے۔ مثلاً جب متکلم حمد وصلاۃ مکمل کرلے تو مترجم لکھے: **الحمد والصلاۃ** اس کے بعد اگر اس نے شکریہ ادا کیا ہے تو لکھے: **الشکر علی الاستقبال** پھر جب اصل مضمون شروع ہو تو ہر جزء کی طرف اسی طرح اشارہ کرتا جائے، پھر جب متکلم اپنا کلام ختم کرچکے تو مترجم کھڑا ہوکر ہاتھ میں کاغذ لے اور اسی ترتیب سے ترجمہ کرتا چلا جائے۔

ترجمہ میں یہ دونوں طریقے استعمال کئے جاتے ہیں۔ واللہ الموفق۔

تفسیر، حدیث اور فقہ کے درس کے دوران عربی کی تعلیم

ایک ماہر اور باذوق استاذ اگر چاہے تو ابتدائی درجوں میں خاص طور پر تفسیر، حدیث اور فقہ کے درس کے دوران طلبہ کو عربی زبان سکھا سکتا ہے، کیونکہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو عربی زبان میں نازل ہوا اور جو فصاحت و بلاغت کے اعلیٰ درجہ پر فائز ہے۔ ارشاد باری ہے:

إِنَّاأَنْزَلْنَا هُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ (سورہ یوسف آیت ۲)

وهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُبِيْن (سورہ نحل آیت ۱۰۳)

اور حدیث شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ہے، جو افصح العرب اور صاحب جوامع الکلم ہیں۔

اور فقہ اسلامی کی تدوین عربی زبان میں ہوئی ہے اور وہ شریعت اور اسلامی قانون کی زبان ہے، جس زبان میں عبادات اور معاملات کے نازک اور باریک مسائل تعبیر کیے جاتے ہیں، اس لیے فقہ کی زبان کی بھی ایک خاص قدر و قیمت ہے۔

یہ تینوں مضامین عربی علوم کے ساتھ ساتھ عربی زبان سیکھنے کے لیے بہترین مصادر کا کام دیتے ہیں۔ اس لیے ایک ماہر استاذ ہی ان مضامین کی تدریس کے دوران غیر عرب طلبہ کو عربی سکھا سکتا ہے۔ لہٰذا طلبہ میں عربی زبان اور عربی ادب کا جتنا ذوق بڑھے گا، اتنا ہی ان کے لئے ان مضامین (تفسیر، حدیث، فقہ) کو سمجھنا آسان ہوگا، اس سلسلہ میں استاذ کی راہنمائی کے لیے ایک لائحہ عمل پیش کیا جاتا ہے تاکہ استاذ ان مضامین کو پڑھاتے وقت اس کی رعایت کرسکے اور طلبہ اس سے صحیح فائدہ اٹھا سکیں، لہٰذا استاذ کو چاہیے کہ پڑھاتے وقت ان مراحل کا پورا پورا خیال رکھے:

پہلا مرحلہ: عبارت کا صحیح تلفظ

اگر تفسیر کا درس ہے تو سب سے پہلے آپ اُن آیات کو جن کی تفسیر اور ترجمہ مقصود ہے طلبہ کے سامنے تجوید کے ساتھ بآواز بلند پڑھیں، یا کسی قاری طالبِ علم سے پڑھوائیں، پھر ایک دو طالب علموں سے باری باری پڑھوائیں اور باقی طلبہ غور سے سنیں، تاکہ سب کا تلفظ صحیح ہو، کیونکہ

صحت تلفظ پہلا مرحلہ ہے۔

اور اگر حدیث کا درس ہے تو مطلوبہ حدیث کو آواز بلند طلبہ کے سامنے پڑھیں، یا کسی سمجھدار طالب علم سے پڑھوائیں اور باقی طلبہ غور سے سنیں اور اس کے پڑھنے میں بھی قواعد تجوید کا خیال رکھا جائے۔

اسی طرح فقہ کے درس میں کتاب کا ایک فقرہ (پیراگراف) خود پڑھیں یا کسی اور طالب سے پڑھوائیں اور روزانہ چند طلبہ سے بالترتیب باری باری پڑھوائیں، تاکہ سب کا تلفظ صحیح ہو اور سب کو پڑھنے کی عادت ہو جائے۔

دوسرا مرحلہ: جملوں کی تحلیل اور ان کا لغوی معنی

عبارت کے صحیح تلفظ کے بعد، اب اس کے ایک ایک جملہ کی صرفی اور نحوی تحلیل کی جائے اور ہر لفظ کا لغوی معنی بیان کیا جائے، مثلاً: اگر جملہ فعلیہ ہے تو فِعل، فاعِل، مفعول بہ اور متعلقاتِ فعل کو الگ الگ بورڈ پر لکھا جائے اور اگر بورڈ موجود نہیں تو زبانی ہی تحلیل کی جائے۔

اور اگر جملہ اسمیہ ہے تو اس میں مبتداء اور خبر کو بیان کیا جائے اور متعلقات ہوں تو ان کو بھی الگ الگ لکھا جائے، اب آپ کے اس عمل سے طلبہ اِن جملوں میں افعال، اسماء اور حروف پہچان جائیں گے، لہٰذا اب اِن کا لغوی معنی بیان کریں۔

اگر فعل ہے تو بتایا جائے کہ فعل ماضی ہے، یا مضارع، امر ہے یا نہی، مفرد کا صیغہ ہے یا تثنیہ کا یا جمع کا اور اس کا مصدر یہ ہے اور باب یہ ہے اور معنی یہ ہے۔

اور اگر وہ لفظ اسم ہے تو بتایا جائے کہ وہ اسمِ جامد ہے یا مشتق، مفرد ہے یا تثنیہ یا جمع، فاعل واقع ہوا ہے یا مفعول، مبتداء یا خبر اور اس کا اِعراب یہ ہے اور معنی یہ ہے۔

اور اگر حرف ہے تو بتایا جائے کہ عامل ہے یا غیر عامل، اگر عامل ہے تو اِس جملہ میں اس کا عمل یہ ہے اور اس کا معنی یہ ہے۔

تیسرا مرحلہ: عبارت کی تفسیر اور شرح

عبارت کی تحلیل اور لغوی معنی بیان کرنے کے بعد اب اس کی تفسیر اور شرح کا مرحلہ آتا ہے، لہٰذا اب اُس آیت، حدیث یا فقہی عبارت کا مقامی زبان میں ترجمہ کرنے کے بعد اُس کی تفسیر اور شرح بیان کی جائے اور اس سے جو مسائل اور احکام ثابت ہورہے ہیں اُن کو بیان کریں، تاکہ طلبہ کے اذھان میں اس عبارت کا مفہوم اچھی طرح آ جائے۔

چوتھا مرحلہ: عربی میں گفتگو

عربی زبان سیکھنے اور عربی بول چال کی مشق کے لئے یہ نہایت ہی اہم مرحلہ ہے، لہٰذا اب استاذ کو چاہیے کہ مقامی زبان بالکل ترک کردے اور طلبہ کو بھی اُس کے استعمال سے روک دے اور اب طلبہ کے سامنے عبارت کی تفسیر اور شرح عربی میں اسی طرح بیان کرے جس طرح تھوڑی دیر پہلے مقامی زبان میں بیان کر چکا ہے۔

اب آپ خود محسوس کریں گے کہ آپ کے طلبہ عربی سمجھنے لگے ہیں اور اس سے اُن کے کان آنکھیں اور زبان مانوس ہورہی ہیں، اب آپ اُن سے عربی میں سوال کریں، کبھی عربی الفاظ کے معنی پوچھیں اور وہ اس کا جواب مترادف الفاظ میں دیں، پھر جملہ کا معنی پوچھیں، پھر اُس عبارت سے جو احکام اور مسائل ثابت ہورہے ہیں، اُن کے بارے میں سوال کریں اور طلبہ جواب دیں اور جواب دینے میں اُن سے جو غلطی ہو اُس کی اصلاح کرتے رہیں۔

یادرہے کہ ابتداء میں استاذ کو اس سلسلہ میں کافی محنت کرنے کی ضرورت ہے کہ وہ ہر سبق پڑھانے سے پہلے خوب اچھی طرح تیاری کرے، لیکن چندروز کے بعد جب طلبہ عربی بول چال سے مانوس ہوجائیں گے تو اِن شاءاللہ استاذ کے لیے بھی معاملہ آسان ہوجائے گا اور طلبہ بلاواسطہ عربی سمجھنے لگیں گے۔

تنبیہ: سابقہ صفحات میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے اس کا تعلق صرف تفسیر، حدیث اور فقہ سے نہیں، بلکہ ہر مضمون سے ہے جو عربی میں مدوّن ہے اور ایک ماہر اور باذوق استاذ ہی ایسے مضمون کی تدریس کے دوران طلبہ کو عربی زبان پڑھا سکتا ہے اور اس کا ذوق اُن میں پیدا کرسکتا ہے۔

علم صَرْف اور عربی بول چال

ایک باذوق استاذ طلبہ کو صَرْف کا مضمون پڑھاتے وقت بھی عربی کی مشق کراسکتا ہے۔ خصوصاً مدارس اسلامیہ میں جہاں فعل کی گردانیں یاد کرائی جاتی ہیں، مثلاً: فعل ماضی معروف کی گردان یوں یاد کرائی جاتی ہے:

فَعَلَ، فَعَلَا، فَعَلُوْا فَعَلَتْ فَعَلَتَا، فَعَلْنَ، فَعَلْتَ،
فَعَلْتُمَا، فَعَلْتُمْ، فَعَلْتِ، فَعَلْتُمَا، فَعَلْتُنَّ، فَعَلْتُ، فَعَلْنَا

اور یہ بھی بتایا جاتا ہے کہ فلاں صیغہ مذکر کا ہے یا مؤنث کا، مفرد کا ہے یا تثنیہ یا جمع کا، متکلم کا ہے یا مخاطب یا غائب کا۔

آپ بھی اگر عربی مدرسہ کے طلبہ کو پڑھا رہے ہیں تو پہلے ان کو گردانیں یاد کرائیں اور صیغوں کی پہچان کروائیں لیکن اِسی پر اکتفا نہ کریں بلکہ ان صیغوں کے بالمقابل چند مشہور اور کثیر الاستعمال افعال کی مثالیں بورڈ پر لکھیں اور اُن کو یاد کرائیں اور ان کے معانی طلبہ کی زبان میں ان کو بتائیں مثلاً:

فَعَلَ جَلَسَ	وہ بیٹھا	فَعَلَتْ جَلَسَتْ	وہ بیٹھی۔
فَعَلَا جَلَسَا	وہ دو بیٹھے	فَعَلَتَا جَلَسَتَا	وہ دو بیٹھیں۔
فَعَلُوا جَلَسُوا	وہ سب بیٹھے	فَعَلْنَ جَلَسْنَ	وہ سب بیٹھیں۔

......................الخ

اِن افعال کے معانی بتانے کے بعد ان کو اب جملوں میں استعمال کریں اور انہیں بورڈ پر لکھتے جائیں اور طلبہ کی زبان میں اُن کے معانی بتاتے جائیں۔ مثلاً:

التِلميذُ جَلَسَ	**التِلميذَةُ جَلَسَتْ**
التِلمِيذ ان جَلَسَا	**التِلميذ تانِ جَلَسَتَا**
التَلاميذُ جَلَسُوا	**التلميذاتُ جَلَسْنَ** ....الخ

اب آپ مقامی زبان بالکل بند کردیں اور صرف عربی میں سوال وجواب کی صورت میں

ان کو مشق کرائیں، مثلاً:

مَنْ حضَرَ؟ مَنْ ذَهَبَ؟ مَنْ جَلَسَ؟

هَلِ التِلميذَانِ حضَرا؟ هَلِ التلاميذُ حَضَرُوا؟

هلِ التِلميذةُ حَضَرَتْ؟ هلِ التلميذاتُ حَضَرْنَ؟

أيْنَ ذهبَ خالِد؟ أين جَلسَ عابد؟ ....الخ

اور اگر آپ نحو کا مضمون پڑھا رہے ہیں تو پہلے طلبہ کو اُن کی زبان میں جسے وہ اچھی طرح سمجھتے ہیں، قواعد سکھائیں اور مثالوں سے اُن کو واضح کریں اور تدریجاً آگے بڑھتے جائیں، مثلاً جب آپ نے اُن کو جملہ فعلیہ اور جملہ اسمیہ اور جملوں کے مختلف اجزائے ترکیبی سکھا دیئے اور طلبہ فعل، فاعل اور مبتداء خبر کو پہچاننے لگ گئے تو اب آپ اِسی قسم کے چھوٹے چھوٹے جملے بنا کر پہلے ان کے معانی ان کی زبان میں ان کو سکھائیں پھر عربی میں اُن کی زبانی مشق کرائیں اور مقامی زبان کے استعمال سے روک دیں۔ مثلاً:

الكتابُ مفيد. المسجدُ كبير. الميدان واسع. الزهرة جميلة

ذهبَ التلميذإلى المدرسة. غابَ خالدٌ عنِ الدرس.

دَخَلَتْ فاطِمَةُ فى الفصل.

پھر آپ طلبہ سے سوال کریں اور وہ اس کا جواب دیں، مثلاً:

هل الكتابُ مفيد؟ هل المسجدكبير؟ أين ذهب التلميذُ؟

أين دخلت فاطمة؟..................الخ

اسی طرح ساتھ ساتھ اُن کو اِن جملوں کے لکھنے کا بھی کہتے جائیں تاکہ عربی لکھنے، بولنے اور پڑھنے کی مشق ہوتی رہے۔

آخر میں فقہ کا درس بطور نمونہ پیش کرنے کے لیے فقہ کی مشہور اورمعروف کتاب ''مختصر القدوری'' تالیف الإمام العلاّمہ ابوالحسن أحمد بن محمد البغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے عبارت کا انتخاب کیا جاتا ہے:

باب صلاة الجمعة

لَاتَصِحُّ الجمعُةُ إلَّا فِی مِصْرٍ جَامِعٍ، أو فی مُصَلَّی المِصْرِ، وَلَاتَجُوزُ فِی القُرَی، وَلَا تَجُوزُ إقَامتُها إلا لِسُلطانٍ،أولِمَنْ أَمَرَهُ السُّلطَانُ.

وَمِنْ شَرَائِطِهَاالوَقتُ، فَتَصِحُّ فِیْ وَقْتِ الظُّهرِ وَلَا تَصِحُّ بَعدَه، وَمِنْ شَرَائِطِهَاالخُطْبَةُ قَبْلَ الصَّلَاة، يَخطُبُ الإمَامُ خُطْبَتَيْنِ يَفصِلُ بَينهُما بقَعدَة،وَيخطُبُ قائِماً علی طَهَارةٍ، فإن اقتصَرَ علی ذكراللّٰه تعالیٰ جَازعند أبی حنيفة رحمه اللّٰه، وقالا: لابدّمن ذكرٍ طويلٍ يُسَمَّی خُطبة۔فإن خَطَبَ قاعداً أوعلی غيرطهارةٍ جازويُكرَه ومن شَرَائِطها الجماعَة، وأقلّهم عندأبی حنيفة ثلاثةٌ سِوَی الإمام، وقَالَا: اثنان سِوَی الإمام.

یہ مختصر القدوری کی عبارت ہے۔ پہلے مرحلہ میں اِسے طلبہ کے سامنے بآواز بلند صحت مخارج کے ساتھ پڑھا جائے۔ پھر ایک ایک جملہ لے کر اس کے اجزاء کی تحلیل کی جائے اور ساتھ ساتھ شرح بھی کی جائے اور طلبہ کو اس کا مطلب سمجھایا جائے۔ مثلاً:

(۱) عبارت کا ترجمہ اور مطلب طلبہ کی زبان میں ان کو سمجھایا جائے۔

قولہ: (لَاتَصِحُّ الجمعةُ إلَّا فی مصرٍ جامع) اس جملہ کا معنی ہے: ......اور مطلب یہ ہے......(۱)

لَا:	حرفِ نفی ہے اور اس کا معنی ہے............
تَصِحُّ:	فعل مضارع کا صیغہ ہے، صَحَّ یَصِحُّ صِحَّةً سے اس کا معنی ہے............
الجمعةُ:	أی صلاةُ الجمعة، اس کا معنی ہے..................
إِلَّا:	حرف استثناء ہے، اس کا معنی ہے................
فِي:	حرفِ جر ہے، اس کا معنی ہے................
مِصْرٍ:	اسم مجرور، اس کا معنی ہے..................
جَامِعٍ:	اسم فاعل صفت ہے "مِصْرٍ" کی جَمَع یَجْمَعُ جمعاً سے اس کا معنی ہے......
قولُه:	(أو فِي مصَلّى المِصْرِ) اس کا معنی ہے۔ اور مطلب ہے............
أو:	حرفِ عطف ہے، اس کا معنی ہے................
فِي:	حرفِ جر ہے، اس کا معنی ہے................
مُصَلّى:	اسمِ ظرف، اس کا معنی ہے..................
المِصر:	اس کا معنی ہے............
قوله:	(ولاتجوز فی القری) اس کا معنی ہے......اور مطلب ہے................
وَ:	حرف عطف ہے، اس کا معنی ہے................
لَا:	حرفِ نفی ہے، اس کا معنی ہے................
تَجوزُ:	فعل مضارع ہے جَازَ یَجُوزُ جَوازاً، اس کا معنی ہے............
فِي:	حرفِ جر، اس کا معنی ہے................
القُرى:	قریۃ کی جمع ہے، اس کا معنی ہے............
قوله:	(ولا تَجوزُ اِقامتُها إلا للسطان أولمن أمره السلطان)
	اس کا معنی ہے................اور مطلب ہے................
وَ:	حرفِ عطف، اس کا معنی ہے............
لَا:	حرف نفی ہے، اس کا معنی ہے................
تَجوز:	فعل مضارع ہے جَازَیَجُوْزُجَوَزاً سے، اس کا معنی ہے......

إقامَة: مَصْدر ہے اَقَامَ یُقِیْمُ إِقَامَةً سے، اس کا معنی ہے............

ھا: مؤنث غائب کی ضمیر ہے جو جمعہ کی طرف لوٹتی ہے۔

اِلَّا: حرفِ استثناء، اس کا معنی ہے............

لِ: حرفِ جر ہے، اس کا معنی ہے................

السلطان: اسم مجرور ہے، اس کا معنی ہے................

أو: حرف عطف ہے، اس کا معنی ہے................

لِ: حرفِ جر ہے، اس کا معنی ہے................

من: مجرور ہے اس کا معنی ہے................

أَمَرَ: فعل ماضی أَمَرَ یَأْمُرُ أَمْراً سے ہے اور اس کا معنی ہے......

ہ: ضمیر مذکر غائب، اس کا معنی ہے............

السلطان: فاعل أَمَرَ، اس کا معنی ہے......................

قوله: (ومن شرائطها الوقت) اس کا معنی ہے............اور مطلب ہے............

وَ: حرفِ عطف ہے۔ اس کا معنی ہے................

مِنْ: حرفِ جَر ہے تبعیض کے لیے ہے، اس کا معنی ہے.........

شرائِط: جمع ہے شَرط کی، اس کا معنی ہے................

ھا: ضمیر مؤنث غائب ہے جو جمعہ کی طرف لوٹتی ہے اس کا معنی ہے............

الوقت: مبتدأ مؤخر ہے، اس کا معنی ہے............

قوله: (وَمِن شرائطها الخُطبةُ قبل الصلاة)............الخ

سابق جملوں کی طرح بقیہ جملوں کی بھی اسی طرح تحلیل کریں، پھر طلبہ کے سامنے اُن کی زبان میں اس کا مطلب اور اُس سے جو احکام ثابت ہو رہے ہیں وہ بیان کریں اور عبارت کی پوری تشریح کے بعد اب طلبہ سے عربی زبان میں اس درس کے بارے میں سوالات کریں، تاکہ اُن کو عربی بول چال کی مشق ہو اور طلبہ کو مشق کے بعد سوال و جواب لکھنے کو کہیں۔

ذیل میں اس درس کے بارے میں سوال جواب لکھے جاتے ہیں:

صَلاة الجمعة

سوال: ماحُكمُ صلاة الجمعة؟

جواب: هِيَ فَرْضُ عَيْنٍ عَلى الذكرَ، الحُرّ، البَالِغ،العاقل الصحيح، البَصير، المقيم.

سوال: هَلْ لإقامَةِ الجمعة شرائِطُ؟

جواب: نَعمْ،لإقامتهاشرائط.

سوال: ماهوالشرطُ الأوَّل؟

جواب: الشرطُ الاوَّلُ هُوَ: أن تكون فِي مِصرٍ جَامِعٍ، أوفي مصلّى المصر،فلاتجوز في القرى.

سوال: ماهُوالشرطُ الثانى؟

جواب:الشرطُ الثانى هو: أن يقيمَهَا السلطانُ أومَن أَمرَه السلطانُ، أويُقيمها مَن اجتمع عليه المسلمون وعيَّنوه إماماً ليجمع بهم.

سوال: ماهوالشرط الثالث؟

جواب:الشرطُ الثالثُ هو:كونُها فى وقتِ الظهر،فلاتَصحُّ قبلَ وقتِ الظهر، ولابعدَ مُضيّه.

سوال: ماهوالشرط الرابعُ؟

جواب:الشرطُ الرابعُ هو:أن الخطبةَ قبلَ الصَّلاةِ، فإن اقتصر على ذكرالله تعالىٰ جازعندأبى حنيفة،وقال صاحباه: لَابدّمن ذِكر طويلٍ تُسَمّى خطبةً.

سوال: ماهوالشرطُ الخامس؟

جواب:الشرط الخامسُ الجماعةُ، وأَقلُّهم عند أبى حنيفة رحمه الله تعالىٰ ثلاثةٌ سوى الإمام، وقالا:أقلهم اثنانِ سوى الإمام.

تفسیر اور حدیث کے درس میں بھی یہی اسلوب اختیار کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ عربی پڑھانے والے اساتذہ کرام کو ان معمولی اور چھوٹے چھوٹے محاضرات سے استفادہ کی توفیق عطا فرمائے، نیز اِن حضرات سے یہ بھی گزارش ہے کہ اپنے مفید مشوروں سے نوازتے رہیں۔ واللہ الموفق

وصلی اللہ علی سیدنا محمد و آلہ وصحبہ وسلّم

والحمدللہ رب العالمین